ننگِ دین
ننگِ وطن

پروفیسر فیاض کاوش

برکاتی پبلشرز
ایم-۳۹، اقبال کلاتھ مارکیٹ بولٹن مارکیٹ کراچی

ننگِ دین
ننگِ وطن

از

پروفیسر فیّاض کاوِش

ناشر

برکاتی پبلشرز

ایم ۳۹۔ اقبال کلاتھ مارکیٹ بولٹن مارکیٹ کراچی ۲

نام کتاب ـــــــــ ننگ دین
ننگ وطن

مصنف ـــــــــ پروفیسر فیاض کاوش

ناشر ـــــــــ برکاتی پبلشرز۔ کراچی

طابع ـــــــــ ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی

طباعت ـــــــــ بار اوّل اکتوبر ۱۹۸۷ء

قیمت ـــــــــ

تقسیم کار

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ
شارع مفتی خلیل خان حیدرآباد سندھ

ضیاء الدین پبلیکیشنز
جی۔ کے ۷، ۱/۴، نزد شہید مسجد کھارادر کراچی ۲
فون: ۲۳۰۳۹۵

ننگِ دین
ننگِ وطن

- سید احمد بریلوی اور
- مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی

کی سچی تصویر غداری تاریخ کے آئینے میں
حقائق کی عکاسی —
"انگریز دوستی" اور "مسلم کشی" کی
خونچکاں داستان۔

فہرست مضامین

تعارف

فاضل مصنّف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش پاکستان کے کہنہ مشق ادیب اور قلمکار ہیں، انہوں نے دینی، ادبی اور تاریخی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی کئی تصنیفات منظر عام پر آکر مقبول ہو چکی ہیں ـــــ ان کی نگارشات زبان و بیان کی چاشنی کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین سے مزیّن ہوتی ہیں ـــــ ان کی تحریریں بے ساختگی اور بے باکی ہے۔ وہ اقبال کے اس مصرعے کے ترجمان ہیں۔ ؎

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

ـــــ اُن کے یہاں منافقت نہیں، دو رنگی نہیں، مصلحتِ وقت نہیں ـــــ وہ چھپاتے نہیں برملا کہتے ہیں ـــــ وہ یک رنگ ہیں۔ ؎

یک رنگی و آزادی اے ہمّتِ مردانہ

پیش نظر کتاب کا موضوع دو ایسی شخصیات ہیں جن کا گذشتہ پونے دو سو سال سے برابر تعاقب کیا جارہا ہے۔ یعنی ـــــ مولوی سیّد احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ـــــ !

ان دونوں حضرات کو ہمارے مؤرخین نے ہیرو بنایا ہے ـــــ تاریخ پاک و ہند کا یہ عظیم المیہ ہے ـــــ ان دونوں حضرات کے افکار و خیالات نے عشق و محبّت کی دنیا ویران کی اور ان کی خون آشام تلواروں

نے خون مسلم سے ہولی کھیلی اور دہشت و بربریت کا ایسا ہولناک ماحول پیدا کیا
کہ شہید تیغ قتیل پکار اٹھا۔

ہم تو کل قتل ہو چکے غمگیں
دیکھیے آج کس کی باری ہے

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا ذکر نہیں کیا جاتا جس کو چھپایا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کو تاریخ کی مقدس ترین ہستیاں بنا کر دکھایا جاتا ہے —— سچ ہے مؤرخ کا قلم بڑا رازدار ہے جس کو چاہتا ہے چھپاتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے کچھ کا کچھ بنا کر دکھاتا ہے —— کس کو معلوم نہیں کہ جس صوبہ سرحد میں ان دونوں نے مسلمانوں کا خون بہایا وہاں پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کتنی دشواریاں پیش آئیں لیکن مؤرخ کے قلم نے نہ جانے کیوں اس فساد کو جو ان دونوں نے صوبہ سرحد میں برپا کیا تھا "پاکستان کا پہلا جہاد" قرار دیا۔ اور تاریخ کو مسخ کر کے رکھدیا۔ —— حقیقت یہ ہے دونوں حضرات نے جس فکر کی تشکیل کی اس کو اسلامی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ اُس نے اُس قومی حکومت کے لئے راہ ہموار کی جس کا آج بھی بھارت علمبردار ہے ——
اس تاریخ سے جو بھی متاثر ہے۔ اس کے دل میں "مشرک ہند" اور "کافر فرنگ" کی جگہ ہے اور نہیں ہے تو عاشق مصطفےٰ کی جگہ نہیں! ——
اُن کی تلواریں آج بھی اس کے خون کی پیاسی نظر آتی ہیں —— بہرکیف وقت آگیا ہے کہ ملت اسلامیہ کو ان دونوں کی صحیح تصویر دکھائی جائے۔
فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش نے ان دونوں حضرات کے چہروں سے نقاب الٹا ہے اور داغ دھبوں کو دکھایا ہے جس کو دیکھکر

حیرت ہوتی ہے۔ اور جن مؤرخوں اور محققوں نے ان چہروں کو حسین بنا کر دکھایا ہے۔ اُن کی شرمناک جرأت پر تعجب ہوتا ہے ــــــ فاضل مصنّف نے دلائل و براہین کی روشنی میں حقائق بیان کئے ہیں اور اس پر مستزاد ان کا دلپذیر اور دلکشا طرزِ بیان ہے جس میں وہ منفرد نظر آتے ہیں ــــــ وہ بات کہتے ہی نہیں، دلوں میں اتار تے ہیں اور دلوں سے رگ رگ میں پیوست کر دیتے ہیں ــــــ ممکن ہے کہ بعض حضرات ان کے جلالِ تحریر کو اچھا نہ سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی سیّد احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دھلوی نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ کیا ہے وہ ایسا خوں چکاں ہے کہ جس کے دل میں مصطفٰے کا عشق اور ملّت کا درد ہے۔ وہ چیخے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ؎

کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

ــــــ محبوب سے محبّت کا تقاضا ہے کہ گستاخ و بے ادب سے نفرت کی جائے ــــــ دل کی مسند پر بیک وقت دونوں نہیں بیٹھ سکتے ــــــ یہاں رقیب رو سیاہ کا کیا کام؟ ــــــ یہاں تو رب العٰلمین اور محبوب رب العٰلمین جلوہ فرما ہیں ــــــ یہاں تو روشنیاں ہیں، ظلمتوں کا کیا کام؟ ــــــ یہاں تو جنون و دیوانگی ہے ہوش و خرد کا کیا کام؟ ــــــ ہاں ؎

”نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا“

بعض حضرات اتحادِ اُمّت کی بات کرتے ہیں مگر ــــــ اتحادِ فکر کے بغیر اتحادِ امّت ــــــ ممکن نہیں ؎

”وائے تمنائے خام وائے تمنّائے خام“

جب چہروں سے نقاب اُلٹے جاتے ہیں اور رازہائے سربستہ طشت از بام کیے جاتے ہیں تو غلط کاریوں کو چھپانے کے لئے "اتحاد" کا نعرہ الاپا جاتا ہے ـــــ ایک اللہ - ایک کتاب ، ایک رسول ـــــ اور نقاب الٹنے والوں کو فتنہ گر ثابت کیا جاتا ہے مگر وہ وقت بھلا دیا جاتا ہے جب اتحاد کا نعرہ لگانے والوں کی نظر میں نقاب اُلٹنے والے بھی کافر و مشرک تھے ـــــ اُس وقت نہ اللہ ایک نظر آیا، نہ کتاب ایک نظر آئی ، اور نہ رسول ایک نظر آیا ـــــ سچ ہے جب جان پر بنتی ہے تو عقل ٹھکانے آجاتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے فکر و نظر کی اصلاح کے لئے خوب محنت کی اور حقائق و واقعات کو مؤثر انداز میں بیان فرما کر آنکھیں کھول دیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو آباد رکھے اور ہم سب کو نعت مصطفیٰ میں رطب اللسان رکھے ۔ آمین !

ع

مطرب خوشنوا بگو ، تازہ بتازہ نو بنو

چپ نہ ہو ہائے چپ نہ ہو گائے جا ہائے گائے جا

ادارہ

مُسلمانوں کی یکجہتی سُنہرہ دور

"وہ لوگ کیا ہوئے وہ زمانہ کدھر گیا"

شروع شروع جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو ان سب کا ـــــ "ایک عقیدہ" ـــــ "ایک مذہب" ـــــ اور ـــــ ایک مسلک تھا ـــــ !!!

طوطیِ ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام بلاغت نظام میں مسلمانوں کی اسی یک رنگی کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ـــــ "ردِّ رافض" ـــــ میں مسلمانوں کی اسی فکری و مذہبی ہم آہنگی کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواز میں حضرت امیر کے اشعار پیش کئے ہیں اس کے بعد ایران سے شیعانِ علی کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک علیحدہ یہی پہلا نووارد گروہ تھا ورنہ باقی سارے کے سارے مسلمان ایک ہی عقیدے پر متحد تھے اور جماعت اہلسنت سے منسلک تھے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء تک ہندوستان کے مسلمانوں میں صرف دو فرقے تھے۔

ایک تو ـــــ "اہلسنّت وجماعت" ـــــ اور دوسرا ـــــ "اہل تشیع" ـــــ !! بس ان کے علاوہ اور کوئی تیسرا فرقہ ہندوستان کے مسلمانوں میں تھا ہی نہیں۔ چنانچہ انگریزی عملداری سے پہلے پہلے تمام مسلمان زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب کے قائل تھے ـــــ عرس و عرائس اور مولود شریف کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

——— اکبر بادشاہ جیسے ملحد کے دور میں بھی عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وہ شان دار جشنِ عام ہوتا تھا کہ بس دیکھتے ہی رہیئے ! شہر کی تمام سڑکوں کو دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا ——— بیچ میں دسترخوانِ نعمت بچھایا جاتا تھا ——— جس پر ہر خاص و عام پر دعوت طعام کا اذنِ عام ہوتا تھا ——— !

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفؔر خود اہل سنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے، عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر بڑی دھوم دھام سے لال قلعے میں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا۔

——— اور کیوں نہ ہوتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہی مسلمانوں کے لیئے ——— "مرکزِ اتحاد" ——— ہے نہ صرف مرکزِ اتحاد ہے بلکہ ——— "مرکزِ حیات" ہے ! ؎

"قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ"

چنانچہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید قسم کی محبّت ہی ایمان باللہ کی قوی دلیل ہے ؎

محمد کی محبّت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمّل ہے

اس نکتے کو غاصب انگریز نے خوب سمجھ لیا تھا ! چنانچہ آئندہ اس ایک نکتۂ خاص ہی کے تحت عیار انگریز نے مسلمانوں کی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لیئے اپنی فسادی پالیسی ترتیب دی ! اس سلسلے میں تاریخی حقائق اس طرح واضح اور وافر ہیں کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں !

انگریزوں کی سوداگری

دیارِ مصر میں دیکھا ہے میں نے دولت کو
ستم ظریف پیمبر خرید لیتی ہے

چنانچہ انگریز جیسی زیرک قوم نے اس نفسیاتی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ___ مسلمانوں کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے مرکزِ عقیدت یعنی ___ ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کر دیا جائے تاکہ جمعیت مسلم از خود پارہ پارہ ہو جائے۔ اس طرح ھر لگے نہ پھٹکڑی ___ رنگ چوکھا آئے۔

چنانچہ مسلمانوں کو زیرِ دام لانے کے لئے انگریز نے بقول علامہ اقبالؔ یہ نسخہ تجویز کیا ؎

"وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو"

انگریز نے مسلمانوں کے دل سے عشقِ رسول اور عشقِ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لئے ___ زرِ کثیر خرچ کر کے "ضمیر فروش علمائے سوء" ___ کی خدماتِ خبیثہ حاصل کیں ___ اور پھر اس بکاؤ مال سے انگریز نے اقتدار کی منڈی میں اپنا فسادی کاروبار پھیلایا ___!

چنانچہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ___ ان کے مرکزِ اتحاد کو توڑنے کے لئے اور ___ عشقِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تار و پود بکھیرنے کے لئے انگریز کے پٹھو مولویوں کی طرف سے ___ "امکانِ کذب" ___ "امتناعِ نظیر" ___ "علمِ غیب" ___ اور "حاضر و ناظر" ___ جیسے نئے نئے مسائل اٹھائے گئے۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے اِن لایعنی مسائل کی اشاعت کے لئے زبانِ طعنہ و تشنیع استعمال کی گئی ___ اس طرح ___ "عقائدِ اہلِ سنت" ___ کے خلاف گستاخانہ لب ولہجہ کے تیر و نشتر چلائے گئے ___ اور

مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا گیا۔

ــــــ انتہا یہ کہ "اہلِ سنّت" کو ــــــ "اہلِ بدعت" کا لقب دیا گیا

ــــــ اس طرح "مسلکِ حقہ" پر شرک و بدعت کا لیبل لگایا گیا!!

اپنی اپج سے یہ نئے نئے مسائل گھڑنے والے گھٹیا مُلّا ٹے سارے کے سارے انگریز کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار تھے (جس کے ثبوت میں تاریخی حوالے آگے آرہے ہیں) اُن سب کے سرغنہ امام الوہابیہ ــــــ "مولوی اسمٰعیل دہلوی ــــــ تھے۔ جی ہاں! ــــــ یہ ایک حقیقت ہے ــــــ تلخ حقیقت ــــــ جسے قبول کیے بغیر چارہ نہیں! ہندوستان میں یہی وہ پہلا شخص ہے جس کی علمی و عملی کوششوں سے ــــــ "جماعت اہلِ سنّت" ــــــ میں رخنہ پڑا ــــــ مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھرا ــــــ! گستاخی و بے ادبی کا دروازہ کھُلا ــــــ!!! اس کے نتیجہ میں انگریزی پالیسی کا بول بالا ہوا ــــــ دجل و فریب کا کالا منہ اور کالا ہوا۔ ــــــ چنانچہ خارجی ذہنیت کے حامل لوگوں میں سے کوئی ــــــ "غیر مقلد" ــــــ بنا! کوئی ــــــ "وہابی" ــــــ کہلایا! ــــــ کوئی دیوبندی ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر معمولی پڑھا لکھا آدمی ــــــ "توحید" ــــــ کے نام پر ــــــ توہینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم" کرنے لگا ــــــ اولیاء کرام کی عظمت کے نورانی مینار گرانے لگا اور بندگانِ دین کے ادب و احترام کے پرخچے اڑانے لگا غرضکہ حقائق کی وہ دھول اڑائی گئی کہ ہر چیز دھندلا گئی! ــــــ یہ شیطانی آندھی اس زور و شور سے بڑھی چڑھی کہ سارے ہندوستان پر وہابیت کا گرد و غبار چھا گیا ــــــ حاصل یہ کہ:۔

بستیوں کو بانٹنے والا جو خط کھینچا گیا
خط کشیدہ لوگ اس کو رہگذر کہنے لگے

لیکن اس دورِ پُر فتن میں ـــــ "جماعت اہلسنت حنفی بریلوی" ــ سے تعلق رکھنے والے عاشقانِ رسول، بہر حال اسلاف کی ـــــ "قدیم روش" پر قائم دائم رہے ـــــ اسلام میں اس ـــــ "جدید روش" ـــــ کے خلاف ـــــ تصدیق د توثیق ایک ایسی ذات والا صفات نے کی ہے۔ کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں ـــــ یعنی مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحب اِس امر کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی ـــــ "قدیم روش" ـــــ پر قائم رہا اور اپنے کو ـــــ "اہل السنۃ" ـــــ کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر ـــــ "بریلی" اور "بدایوں" ـــــ کے علماء تھے ـــــ!"

(حیات شبلی از علامہ سید سلیمان ندوی ص ۴۶-۴۴)

گویا ـــــ بدایونی اور بریلوی علمائے اہلسنت" ـــــ ہی وہ دینی پیشوا تھے جو قرونِ اولیٰ کے علمائے اہل سنت کے پیروکار رہتے ہوئے اپنی ـــــ "قدیم روش" ـــــ پر قائم رہے اور انگریزوں کی ملی بھگت سے وہابیہ کے اٹھائے ہوئے ـــــ "نئے فتنوں" کی لپیٹ میں نہ آئے! ـــــ اسی کے ساتھ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ علمائے بریلوی و بدایونی کے سربراہ امام احمد رضا خاں صاحب

بریلوی تھے۔ اپنے دور میں جنھوں نے جدید فتنوں کے خلاف قلمی جہاد کیا،
چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی صاحب کے اس بیان سے مخالفین و منافقین
کا یہ الزام بھی پورے طور پر رد ہوگیا کہ ـــــ "بریلویت انگریزی دور
کی پیداوار ہے"، ـــــ بلکہ ثابت یہ ہوا کہ بریلویت تو سختی سے
ـــــ قدیم روش ـــــ پر قائم رہنے والوں کی علامت ہے۔
ـــــ سنیوں کی اس قدیم ترین تنظیم کا نام ـــــ جماعت اہلسنت
ـــــ ہے یہی اسلام کا ـــــ سوادِ اعظم (یعنی بڑی جماعت) ہے۔
ـــــ اسی کے سربراہ اپنے دور میں ـــــ امام احمد رضا ـــــ
تھے ـــــ!"

اس سے قطع نظر مورخ اسلام کے بیانات سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ ـــــ جماعت اہلسنت ـــــ کے بمقابل تمام جدید فرقے بعد کی چیز ہیں یعنی ـــــ قادیانیت، بنوت، نیچریت، پرویزیت، چکڑالوی وہابیت، دیوبندیت اور غیر مقلد (اہل حدیث) وغیرہ سب کے سب اٹھارھویں صدی کے بعد کی پیداوار ہیں اور ان میں سے بیشتر انگریز سرکار کی کاشت ہیں۔ ـــــ جن کے خلاف امام اہل سنت نے قلمی جہاد کیا چنانچہ سارے ہندوستان بھر میں صرف اور صرف امام احمد رضا کی ذات تھی جس نے اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر باغیانہ تحریک کا منہ توڑ جواب دیا اور اس سختی سے اس کا رد کیا کہ اسلام کے نام نہاد ترقی پسند اور جدت پسند چیخ اٹھے ـــــ اور کچھ نہ بن پڑا تو الٹا امام اہل سنت پر بدعتی ہونے کا الزام لگا دیا۔ ـــــ بدعتیوں کا امام قرار دے کر اس شدت سے ان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا کہ اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بدعت کا علمبردار

خیال کرنے لگا حالانکہ امام احمد رضا کو بدعت سے دور کا واسطہ نہیں

ہے وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات اُن کو بڑی ناگوار گذری ہے

امام احمد رضا تو قاطع بدعت تھے وہ تو بدعتیوں کا قلع قمع کر رہے تھے ـــــ یہ تاریخ کا حتمی فیصلہ ہے۔ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ اور اب دوسرے مشہور مورخ شیخ محمد اکرم صاحب امام احمد رضا کی قدامت پسندی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"انہوں (فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں صاحب) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔" (موج کوثر ـــ طبع ہفتم ـــ ص: ۷۰)

اس سے امام احمد رضا کی بدعت دشمنی کی مزید تصدیق ہو گئی۔ غرضکہ امام احمد رضا کی قدامت پسندی کا مسلسل اعتراف کیا گیا ہے کہ اردو ادب کے معروف محقق مالک رام جو ایک بے طرف قسم کی قطعی غیر جانب دار شخصیت ہیں انہیں بھی اپنی تحقیق سے یہی معلوم ہوا کہ چنانچہ وہ امام اہل سنت کے "سخت گیر قسم کے قدیم الخیال" ہونے کی تائید و توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ "بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔

(تذکرۂ عرشی۔ مطبوعہ دہلی ص ۳۰)

کیا غضب ہے کہ سارے کے سارے مستند مؤرخین تو یہ کہیں کہ

"مولانا بریلوی قدیم حنفی طریقوں کی شدّت سے حمایت کرتے تھے"

وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔

لیکن آج کے باغی وہابی ذہن انہیں پھر بھی ـــــ بدعتیوں کا

امام ـــــ ہونے کا الزام لگائیں۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

سُنّیوں کی سَو فیصد اکثریّت

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان میں شروع ہی سے سُنّیوں کی اکثریت رہی ہے۔ چنانچہ سنیوں کی سو فی صد اکثریت کا اعلان ایسی مُستند ہستیوں نے کیا ہے۔ جن پر کسی مخالف کو مجالِ اعتراض نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود مخالفینِ اہلسنت کی معتبر شخصیت الوالوفا مولوی ثناء اللہ امرتسری سنیوں کی سو فی صدی اکثریت کا اعتراف کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں:۔

"امرت سر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو اور سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے۔ اسّی سال قبل قریبًا ——— "سب مسلمان" ——— اسی خیال کے تھے جن کو آج کل ——— "بریلوی حنفی" خیال کیا جاتا ہے ———"

("شمع توحید" صفحہ ۴۰ از مولوی ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا)

الوالوفا کے وفادارو ——— سُن لو ——— "بریلوی حنفی" ——— مسلمانوں کے علاوہ یہاں کوئی اور دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں! یہ مشاہدہ بھی کسی "بریلوی" کا نہیں بلکہ یہ تصدیق ——— امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۳۷ء میں کی ہے ——— اور

اسی کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی ماننا پڑے گا کہ ۱۹۳۷ء سے ــــ اسّی سال پہلے ــــ "۱۸۵۷ء" ــــ تھا ــــ ! اور یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ ــــ یہ وہی ۱۸۵۷ء ہے جس کے بعد انگریز نے بکمالِ غداری ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ جمایا ــــ اور پھر بکمالِ عیاری ہندوستان کی اکثریتی جماعتوں میں فتنہ و فساد برپا کرا کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ذلیل منصوبہ بنایا ــــ !

جی ہاں ! ــــ اس سلسلے میں خود ــــ "سر جان میلکم" ــــ کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیے ــــ لکھتے ہیں :۔

"ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو ــــ بڑی جماعتیں ــــ ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تاکہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو متزلزل نہ کر سکیں"۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ، ماہنامہ البلاغ کراچی فروری ۱۹۶۹ء ۔ مضمون برصغیر کے اسلامی مدارس ۔ از شمس الحق افغانی)

"سر جان میلکم" نے ہندوستان کی ــــ "بڑی جماعتوں" ــــ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی جو اسکیم پیش کی تھی ظاہر ہے کہ اس کی ساری زد مسلمانوں کی اکثریتی ــــ "جماعت اہلسنت" ــــ پر پڑ رہی تھی ! ــــ کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں میں ــــ "جماعت اہلسنّت" ــــ سے بڑی اور کوئی جماعت تھی ہی نہیں ؟ ــــ چنانچہ اسی کو پاش پاش کرنے کی یہ انگریزی سازش تھی ــــ جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے

کرائے کے ٹٹوؤں کو ایڑ لگا کر آگے بڑھایا گیا ـــــــ ! اس طرح ایمان کے لیٹروں سے ـــــــ "صراط مستقیم" ـــــــ "فتاوی نذیریہ" ـــــــ "ترک اسلام الشبہات" ـــــــ "فتاوی حدیثیہ" ـــــــ اور "تقویت الایمان" جیسی دشمن ایمان، دل آزار اور زہرہ گداز کتابیں لکھوائی گیئں ـــــــ اور پھر ان کتب کی نشر واشاعت کا سرکاری طور پر انتظام کر کے ان کی جگر خراش تحریروں کو انگریزی حکومت کے ذرائع دسائل سے ہندوستان میں عام کیا گیا ـــــــ جی ہاں !

تم کو خود حسن کا احساس نہیں ہے ورنہ
آئینہ سامنے رکھ دوں تو پسینہ آ جائے

چنانچہ آپ کو یہ سُنکر حیرت ہوگی کہ :-

"انگریزوں نے کتاب ـــــــ "تقویت الایمان" ـــــــ بغیر قیمت کے تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیر آبادی صـ ۱۲۵ مقالہ ڈاکٹریٹ از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

آپ کا مطلب ہے کہ انگریزوں نے ایمان کی تقویت کے لئے تقویت الایمان کو ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کیا۔ !!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی مفت تقسیم سے کیا انگریزوں کو واقعی خدمت اسلام کرنا منظور تھی ـــــــ ؟؟؟

نہیں ! ہرگز نہیں !!! ـــــــ

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کتب کی فتنہ گری ہی کے سبب انگریزوں نے ان کی تشہیر و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ـــــــ تاکہ ان شر انگیز

تحریروں کو سب مسلمان پڑھ لیں۔ اور پھر اس کی فتنہ گری سے مستفیض ہو کر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں ہو جائیں۔ ــــــ

اور ادھر غاصب انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجاتا رہے! برٹش راج مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے۔

اپنے اس " زرین مقصد" کو حاصل کرنے کے لیے انگریز نے اپنی خاص پالیسی کے تحت اس زہریلی کتاب کو اپنے خرچے سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کا شیطانی فریضہ ادا کیا تاکہ بھولے سے بھی کوئی بھولا بھالا مسلمان اس زہریلی کتاب کے شر و فساد سے محروم نہ رہ جائے، جی ہاں! ؎

اتنی ارزاں تو نہ تھی درد کی دولت پہلے
جس طرف جایئے زخموں کے لگے ہیں انبار

تقویۃ الایمان کی ہلاکت خیزی

حضرت مولینا مخصوص اللہ صاحب (دلبر شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ)

تقویۃ الایمان کی فتنہ انگیزی ہی کے سبب اس کو ـــــ "تفویت الایمان" ـــــ کہا کرتے تھے۔ یعنی ـــــ "ایمان کو ھلاک کرنے والی" !!!

(تفصیل کے لیے دیکھئے، مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان ص۱۰۱)

اس کتاب کی ہلاکت خیزی کا اس سے اندازہ لگایئے کہ ـــــ

ـــــ وہابیوں ہی کے مایۂ ناز مؤرخ مولوی محمد جعفر تھانیسری اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

میری موجودگی ہند کے وقت ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء
شاید پنجاب بھر میں ـــــ "دین وہابی" ـــــ عقیدے

پاشر

کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۶ھ/
۱۸۷۸ء میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر
ایسا نہیں ہے جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم
"چہارم حصہ" ـــــ "وہابی معتقد
محمد اسمٰعیل" ـــــ کے نہ ہوں" (تاریخ عجیبہ)

مولوی محمد اسمٰعیل کتاب تقویت الایمان کے مصنف ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے معتقد وہابیوں کی تعداد میں جو اس تیزی سے اضافہ ہوا ـــــ یہ سب "تقویت الایمان" ـــــ کے مضر اثرات ہی کا نتیجہ تھا۔ جسے انگریز سرکار نے اپنے صرفہ خرچہ سے سارے ہندوستان میں پھیلایا تھا۔ ؎

"ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو"

خلاصۂ کلام ؎

اک حرف اک طویل حکایت سے کم نہیں
اک بوند اک بحر کی وسعت سے کم نہیں

اب تک جو کچھ لکھا گیا اس کا اختصار یہ ہے کہ :۔

★ ـــــ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زرّین دور میں ہندوستان میں مسلمانوں کی مذہبی یک جہتی کا بیان کیا ـــــ!

★ ـــــ اس کے بعد حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ نے اپنے عہد میں ہندوستان میں ـــــ "شیعیّت" ـــــ کی آمد کی خبر دی !!

★ ـــــــ امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۸۵۷ء سے پہلے پہلے تک سو فی صد مسلمانوں کے عقائد ـــــــ "بریلی حنفی" ـــــــ ہونے کی تصدیق کی ـــــــ !!!

★ ـــــــ اس کے بعد مولوی محمد جعفر تھانیسری نے وہابیت کے روز افزوں بڑھتے ہوئے سیلاب بلا کی خبر دی ـــــــ !

★ ـــــــ وہابیت کے اس سیلاب بلا کے ساتھ ہی انگریز کی مرضی کے عین مطابق مسلمانوں کی یکجہتی و یک مذہبی کا جنازہ نکل گیا ـــــــ اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں اسلامی مملکت کا نو سو سالہ سنہری دور تمام ہوا ـــــــ !

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥

ے اشکوں کی زباں ہو گئی خاموش یہ کہکر
اب کوئی کرے عشق کا اظہار کہاں تک

دین فروش علمائے سُو کی کج روی

ایک پروانے کو بھی دادِ جنوں دے نہ سکی
شمع سب کچھ تھی مگر صاحبِ کردار نہ تھی

ہندوستان کے اندر اس پر آشوب دور میں ضرورت اس بات کی تھی کہ انگریز کے روز افزوں بڑھتے ہوئے خطرے کے سدِ باب کے لیے رہنمایانِ قوم متفق و متحد ہو کر کوئی مؤثر تدبیر اختیار کرتے اس طرح ملک و ملّت کی صحیح رہنمائی کر کے غاصب انگریز کے قدم جماتے ہوئے اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ——— اسی کے ساتھ مسلمانوں کی متزلزل حکومت کو سہارا دینے کے لئے مجاہدانہ اقدام کرتے جب کہ انگریزوں کی چیرہ دستیوں کو دیکھ دیکھ کر ملک و ملت کا درد رکھنے والے مسلمان اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے کہ ——— اے رب العالمین! کوئی مجاھد آئے جو مسلمانوں کا بیڑا پار کرائے! لیکن ؎

اب کوئی خوشبو نہ مانگے پھول سب مرجھا گئے
راکھ بھر دی ہے کسی نے زیست کے گلدان میں

چنانچہ اس دور کی بدبختی یہ تھی کہ ——— ہندوستان میں ہر جگہ ملت فروش مولوی برسرِ کار تھے جن کے سرغنہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے غدار تھے! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جن دوستوں سے ہم کو توقع تھی وفا کی
وہ دوست دل سے نقشِ وفا ہی مٹا گئے

آگے چل کر سکھوں کی آڑ میں ـــــ "تحریک مجاہدین" ـــــ کے نا
سے ہندوستان میں جو کچھ فساد برپا ہوا اس میں انگریز کے ان دونوں پٹھوو
کی حیثیت لازم و ملزوم کی رہی ہے۔ اس فسادی تحریک کے عقلِ کل تو اگرچ
اسمٰعیل دہلوی ہی تھے مگر ظاہری سربراہ سیّد احمد بریلوی بنے رہے! ـــــ
یہ بھی مہامکاری تھی جس کی مستند تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

اندر سے اصولوں کی طرح ٹوٹے ہوئے لوگ
بک جائیں تو دیکھو نہ تعجب کی نظر سے

وہابیوں کے کمانڈر انچیف

مولوی اسمٰعیل دہلوی

ابھرا نہ ترا حُسنِ خد و خال ابھی تک
تصویر تری قرض ہے تصویر گروں پر

مولوی اسمٰعیل دہلوی ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بیٹے شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہندوستان کا سب سے بڑا علمی و مذہبی خاندان تھا۔ ان کے بزرگوں نے ان کو بہت سمجھایا کہ ——— تم کافروں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناؤ ——— لیکن نذر و نیاز ، عرس و اعراس اور فاتحہ درود کو شرک و بدعت کہہ کر ، مسلمانوں کو کافر نہ ٹھہراؤ ——— ! مگر محروم ازلی نے اپنے بزرگوں کی ایک نہ مانی ——— الٹا گستاخی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ اور بزرگانِ دین کی بے ادبی پر اُتر آئے۔ اگر یقین نہ آئے تو خود پڑھ لیجئے :-

اسمٰعیل پر بزرگوں کی ڈانٹ پھٹکار

"حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ——— میاں تم اسمٰعیل کو سمجھا دو کہ "رفع یدین" نہ کرے۔ خواہ مخواہ فتنہ اٹھے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ——— حضرت میں کہہ تو دوں مگر وہ مانے گا نہیں۔ اور حدیثیں پیش کرے گا۔ اور پھر شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسمٰعیل کو کہلوایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو ——— خواہ مخواہ فتنہ برپا ہوگا۔ اس پر مولوی

اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال
کیا جائے تو اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔
من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله
اجر مائة شهید ۵

جب یہ جواب شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ: ـــــ بابا ہم تو
سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث
کے معنی بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ
سنت کے مقابلہ میں خلاف سنت ہو۔"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے:- (۱) ارواح ثلاثہ ـــ حکایت ۴۳،
امداد الغربا، سہارنپور ۱۳۲۷ھ (۲) مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان
از حضرت زید ابوالحسن فاروقی۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا یہ بیان مولوی
اسمٰعیل کی عقل و فہم کا مرثیہ ہے۔ ـــــ ذرا سوچئے تو سہی کہ شاہ
عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے شفیق چچا تھے ـــــ استاد تھے
ـــــ محترم بزرگ تھے، وہ اپنے برادر محترم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے اسمٰعیل کی کج فہمی کا دکھڑا روتے ہوئے کہتے ہیں:-

"وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسمٰعیل میں شروع ہی سے اپنے بزرگوں کے
مقابلے میں خود سری بھی تھی۔ اور کٹ حجتی بھی! ۵

"اس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت
جو نہ دانا ہو، نہ داناؤں کا مانے کہنا"

سر پھرے مولوی اسمٰعیل کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی تھی کہ ——— "رفع یدین چھوڑ دو خوامخواہ فتنہ برپا ہوگا" ——— مولوی اسمٰعیل نے اپنے بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنے کے بجائے ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ——— "تقویت الایمان" ——— جیسی ایمان سوز کتاب لکھ کر مستقل فتنہ وفساد کا دروازہ کھول دیا ——— !!!

تقویت الایمان

"تقویت الایمان" ——— ابن عبدالوہاب نجدی خارجی کی بدنام زمانہ ——— "کتاب التوحید" ——— کا چربہ ہے ——— ! اسمٰعیل دہلوی نے "کتاب التوحید" ——— کو سامنے رکھ کر ہی اپنے باغیانہ عقائد ونظریات کو ترتیب دیا ہے ——— بالکل ابن عبدالوہاب نجدی کی نہج پر ——— ! حتیٰ کہ تقویت الایمان میں زبان و بیان کی یکسانیت سے لے کر عنوانات ومضامین کی ترتیب و تدوین بھی وہی ہے جو کتاب التوحید میں ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے ——— "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" از حضرت زید ابوالحسن فاروقی)

تقویت الایمان ——— میں شروع سے آخر تک بس دو ہی مضامین نظر آتے ہیں:

(۱) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل وتوہین!
(۲) کفار ومشرکین کے حق میں نازل ہونے والی قرآنی آیات کو مسلمانوں پر

چسپاں کر کے انہیں بے دریغ کافر و مشرک قرار دینا۔ !

اس طرح تقویت الایمان میں تمام صالحین و بزرگان دین سے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کی مقدس ہستیوں اور نورانی شخصیتوں پر کیچڑ اچھالی گئی ہے۔

اس کتاب کی زہر میں بجھی ہوئی زبان و بیان کے نشتر سے اولیاء اللہ کی نورانی شخصیات کو زخمی کیا گیا ہے۔ ۵

ترے سلیقۂ ترتیبِ نو کا کیا کہنا
ہمیں تھے خرابۂ دل سے نکالنے کے لئے

(تفصیلات کے لئے دیکھئے ___ (نور و نار ڈاکٹر محمد مسعود احمد پی ایچ ڈی)

اسمٰعیل پر بزرگوں کا عتاب

غرضکہ صاحبزادے کی اس بے راہ روی اور خاندان سے بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں محترم چچا ناراض ہو گئے ___ بالآخر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے کی بے باکیوں سے تنگ آکر اس گستاخ کو اپنی مجلس مبارک سے نکال باہر کیا (حوالہ کے لئے دیکھئے : بوادر النوادر ___ از مولوی اشرف علی تھانوی)

پس ثابت ہوا کہ صاحبزادے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اٹھان اچھا نہ تھا ___ شروع ہی سے منہ پھٹ ، دریدہ دہن اور گستاخ واقع ہوئے تھے ___ اسی لئے اپنے بزرگوں سے دھتکارے گئے۔ ۵

اب جدھر جاتے مسافر یہ شعور اس کا ہے
راستے ایک سے ہیں شہرت و رسوائی کے

مولوی اسمٰعیل کے تایا زاد بھائی شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے بیزاری

کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :-

"بڑے عم بزرگوار (یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے اس کتاب (تقویت الایمان) کو سنا تو یہ فرمایا ــــ اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو "ــــ تحفہ اثنا عشریہ" ــــ کا سا جواب اس رد بھی لکھتا"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے :- انوار آفتاب صداقت از قاضی فضل احمد لدھیانوی مطبوعہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کریمی پریس لاہور)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا خاندان ولی اللہی اس کتاب سے بیزار تھا۔ حضرت مولانا مخصوص اللہ صاحب نے "تقویت الایمان" کے رد میں ــــ "معید الایمان" ــــ لکھی۔ اسی طرح ان کے دوسرے بھائی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب نے بھی ــــ حجۃ العمل فی اثبات ... ــــ کے نام سے تقویت الایمان کا رد لکھا

شاہ ولی اللہ کے گھر کے اندر تو اس کتاب کے خلاف یہ معرکہ ہوا اور گھر سے باہر اس فتنہ کے خلاف علمائے وقت نے متحدہ محاذ بنالیا ــــ علمائے خیرآباد، علمائے بریلی، علمائے فرنگی محل اور علمائے ... نے اس کا بھرپور رد کیا (کہ یہی اس دور میں علم دین کے نورانی مراکز تھے۔ اس وقت تک تو دارالعلوم دیوبند نے جنم بھی نہ لیا تھا)

چنانچہ علامہ فضل حق خیرآبادی نے جب "تقویت الایمان" کے رد میں

اپنی ناقابل تردید شہرہ آفاق کتاب ـــــــ "تحقیق الفتوٰی فی ابطال الطغوٰی" ۱۸۲۵ء لکھی تو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ستر "نامی گرامی شاگردوں نے اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی!

تفصیلات کے لئے دیکھئے "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" از حضرت زید ابو الحسن فاروقی)

اسمٰعیل کیخلاف علمائے ہند کا متحدہ محاذ

" اسمٰعیلی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کو اس دور کے جلیل القدر علماء جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے اور بحث و مباحثہ سے مولوی اسمٰعیل اور ان کے ہمنوا مولوی عبد الحئی کا گھیراؤ کیا آخر اپنے علمی شکنجہ میں کس کر ان کو عاجز کر دیا اور تمام علماء نے باتفاق تقویت الایمان کو رد کر دیا۔ اس مجلس میں تو یہ علمائے وقت کے سامنے یہ ہر دو نوجوان مولوی کچھ نہ بول سکے بس ہر سوال کے جواب میں ـــــــ ہاں جی! ہاں جی! ـــــــ کہتے رہے

تفصیلات کے لئے دیکھئے: تحقیق الحقیقہ ص۲ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۷ھ + انوار آفتاب صداقت)

مگر جامع مسجد سے باہر نکل کر مولوی اسمٰعیل نے پھر وہی بیہودہ وعظ شروع کر دیا ـــــــ چنانچہ عوام اہلسنت کے خلاف شرک و بدعت کے گولے داغنے لگے ـــــــ بزرگان کی عقیدت و محبت کا مذاق

اڑانے لگے ـــــــ اولیاء وانبیاء کی عظمت کے نورانی مینار گرانے لگے ـــــــ اور اس حد تک اترانے لگے کہ بذاتِ خود "فاسق دبے غیرت" ـــــــ کہلانے پر فخر فرمانے لگے ـــــــ چنانچہ برملا کہتے تھے کہ:۔

"چاہے فاسق وبے غیرت ـــــــ کہیں یا ـــــــ

وہابی بے ملت" ـــــــ اپنے حق میں صیقل ـــــــ

زنگار ہے"۔

(قول مولوی اسمٰعیل بلفظہٖ از تقویت الایمان)

آج تک کسی بڑے سے بڑے گناہگار نے فاسق وفاجر کہلانے پر فخر نہیں کیا۔ لیکن اس نامراد نے کس ڈھٹائی سے اپنی بے توفیقی اور ازلی محرومی کا ثبوت دیا ـــــــ جبھی تو حضرت شاہ صاحب مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:۔

"ہمارے خاندان سے دو شخص (مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحئی) ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں کا اور حیثیتوں کا اعتقادوں اور نسبتوں کا نہ رہا ـــــــ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب کچھ چھن گیا تھا ـــــــ مانند قول مشہور کے ـــــــ "چوں حفظ مراتب نہ کنی زندیقے" چنانچہ ایسے ہی ہوگئے۔ ـــــــ !" (ایضاً)

جی ہاں! واقعی ایسے ہی ہوگئے۔ جبھی تو عظمت اولیاء اور ناموسِ انبیاء پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے ـــــــ اس سلسلے میں جس قدر انہیں روکا ٹوکا جاتا اسی قدر بگڑتے۔ بھڑتے اور دڑاتے ـــــــ سچ ہے۔

"بے ادب محروم گشت از فضلِ رب"

ایک سوال کا جواب الجواب

آج کی عام روش یہ ہے کہ جب کہیں "تقویت الایمان" پر اعتراض کی بات ہوتی ہے تو جواب میں "وہابی دانشور" کہتے ہیں کہ ——— "جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت ہندوستان بالخصوص دہلی میں شرک و بدعت کا بڑا شور تھا لوگ اپنی جہالت سے نبیوں ولیوں کو بڑھا چڑھا کر خدا بنا رہے تھے۔ ان کی اصلاح کے لئے مصنف اس انداز پر کتاب لکھنے کے لئے مجبور تھا !"

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ——— اگر اس وقت کے مسلمان ایسے ہی گمراہ تھے کہ نبیوں ولیوں کو خدا بنا رہے تھے ——— تو اس جرم کی سزا کے طور پر ان مجرموں اور گمراہوں کی گردن مارنی چاہئے تھی نہ کہ الٹا ولیوں اور نبیوں کی گردن پر گستاخی و بیباکی کا چھرا چلا ڈالا ———. بھلا یہ کہاں کا انصاف تھا کہ مولوی اسمٰعیل نے گمراہ مسلمانوں کے بجائے اولیاء و انبیاء کی حرمتوں کا قتلِ عام کیا ! ——— ذرا سوچیئے تو سہی، بھلا یہ بھی کوئی اصلاح کا طریقہ ہے ——— ! اس طرح بے ادبی و گمراہی کا دروازہ تو کھلتا ہے، ——— راہِ راست کا پتہ نہیں ملتا ——— !

بس اک قدم اٹھا تھا غلط راہِ شوق میں
منزل تمام عمر ہمیں ڈھونڈتی رہی

شکستِ ساز

جہانِ آرزو آوازہی آواز ہوتا ہے
بڑی مشکل سے احساسِ شکستِ ساز ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی نے ——— "تقویت الایمان" ——— میں جو کچھ لکھا وہ سب کچھ جان بوجھ کر لکھا ——— چنانچہ اپنی ——— اس باغیانہ ذہنیت اور گستاخانہ شدت کا مولوی موصوف کو خود بھی احساس تھا ——— مگر توفیقِ الٰہی سے محروم ہونے کے سبب اپنی اصلاح نہ کر سکا ——— اس لئے تقویت الایمان کی سختی اور کرختگی کے سلسلے میں ——— عذرِ گناہ بدتر از گناہ ——— کے طور پر یہ یہ بات بنائی۔

"اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے ...... گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائے گا ———"!

(ارواحِ ثلاثہ کی حکایت ۵۹)

"اب آپ کس لئے اتنے ملول ہوتے ہیں
دیا تھا رنج تو کچھ سوچ کر دیا ہوتا"

بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ دین کے نام پر شورش برپا کی جائے اور

خود بخود ٹھیک ہو جائے ؟ ـــــــ اسلاف کے نورانی عقائد پر کیچڑ اچھالی جائے اور عقیدت مند چپ سادھ جائیں ؟؟

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ! ـــــــ اور ایسا واقعی نہیں ہوا ـــــــ !!!

اس کتاب سے شورش برپا ہوئی اور خوب ہوئی اور یہ سلسلہ ـــــــ تقویت الایمان ـــــــ کی نشر واشاعت کے ساتھ ساتھ آج بھی جاری وساری ہے اور یہ فریضۂ مجت نشر واشاعت کے وہابی دیوبندی اور اشرفی ادارے بخیر وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

ہر چند کہ کتاب کا لکھنے والا نہ رہا ـــــــ کتاب لکھوانے والے بھی جل چکے ـــــــ مگر انگریزی سازش کے تحت ، دین وایمان سے محروم سرزمین نجد سے لاکر ـــــــ کتاب التوحید ـــــــ کی جو زہریلی قلم، سرزمین ہند میں " تقویت الایمان " کے نام سے لگائی گئی تھی وہ آج بھی ـــــــ "وہابیت" ـــــــ کے کڑوے کسیلے پھل لا رہی ہے۔ اور ایمان وآگہی کے شیریں چشمے میں بے ادبی کا زہر ملا رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں گستاخی وبیباکی کی جو رسم بھی چلی اسی کتاب سے چلی ـــــــ اسلام میں باغیانہ ذہنیت کی داغ بیل اسی کتاب سے پڑی ـــــــ مشاہیر اسلام کے خلاف نفرت کی تحریکیں اس کتاب سے اٹھیں ـــــــ اس طرح تاریخ عقائد میں یہ کتاب بس کی گانٹھ اور فساد کی جڑ ثابت ہوئی ـــــــ !

لندن مشن کی کامیابی
بہ معاونتِ وہابی

انگریز نے "تقویت الایمان" کی بڑھی چڑھی فتنہ گری دیکھکر ہی اس کی نشر و اشاعت اور تقسیم و توسیع میں بڑھ چڑھکر حصہ لیا۔ چنانچہ یہ تاریخی حیثیت ثابت ہو چکی ہے۔ کہ:-

"انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان بلغیر قیمت تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیر آبادی از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

انگریز اسے بلغیر قیمت تقسیم کیوں نہ کرتا کہ ملتِ اسلامیہ میں انتشار و خلفشار پھیلانا ہی انگریزی مشن کا مقصد عین تھا جس کا ثبوت اس رپورٹ سے بھی ملتا ہے جو ۱۸۷۱ء میں وائٹ ہاؤس (لندن) کی منعقدہ کانفرنس میں ہندوستان میں متعین انگریز پادریوں نے پیش کی تھی چنانچہ انہوں نے لکھا تھا:-

"ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں ـــــ وہ مرحلہ ادر تھا ـــــ اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی ـــــ لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ

پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بحال ہو گیا ہے۔ تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار ـــــ کا باعث ہو۔"

(بنیش بڑے مسلمان۔ مقدمہ خالد محمود۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء صـ۶)

افکار سے ہشیار کہ یہ وقت کی موہیں
پیغام بدل دیتی ہیں خود لہجہ بدل کر

چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کے ـــــ داخلی انتشار ـــــ کے لئے وہ منصوبہ ـــــ تقویت الایمان ـــــ کی صورت میں بنا بنایا موجود تھا۔ جس کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ (مولوی اسمٰعیل کے حقیقی تایازاد بھائی) نے فرمایا:۔

"جس رسالے سے اور جس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف انبیاء و اولیاء کے ہو، وہ گمراہ کرنے والا ہوگا۔ یا ہدایت کرنے والا ہوگا ـــــ؟ میرے نزدیک اس رسالہ (تقویت الایمان) کا اعمال نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور اس کا بنانے والا ـــــ "فتنہ گر" ـــــ مفسد ـــــ نماوی اور مغوی ہے۔"

(مخصوص اللہ تحقیق الحقیقہ بحوالہ مذکورہ صـ۱۰۲)

چنانچہ اس "مفسد" اور "فتنہ گر" ـــــ اسمٰعیل دہلوی کو اپنی فسادی

پالیسی کے عین مطابق پاکر انگریز نے اپنا ایجنٹ بنالیا اور پھر اس گستاخِ رسول سے خوب کام لیا۔ ——— "لڑاؤ اور حکومت کرو" ——— کا فارمولا اس سرپھرے پر آزمایا ——— اس طرح مسلمانوں میں نہ ختم ہونے والے انتشار و خلفشار کی آگ کو بھڑکایا۔

لندن مشن کا دوسرا مرحلہ

لندن مشن کے دوسرے مرحلے کا "ہیرو" بھی انگریز نے اسی محروم ازلی کو بنایا ——— اور وہ اس طرح کہ اس غدار کے ذریعہ ہندوستان بھر کے سارے لڑاکو مسلمانوں کا ایک لشکرِ جرار تیار کرایا جو پنجاب کی سب سے بڑی طاقت ——— "سکھوں" سے بھی لڑے ——— اور سرحد کے جنگجو "پٹھانوں" سے بھی بھڑے اور آخر دونوں سے لڑتے بھڑتے ہوئے خود بھی ختم ہو جائے ——— اس طرح ہر لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے ——— لندن مشن پورا ہو جائے ——— مگر انگریز کا کچھ نہ جائے ——— یعنی لوہے سے لوہا کاٹا جائے ——— اس طرح ہندوستانی قوتوں کا خاتمہ بالخیر ہو جائے ——— اور انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجائے!

شاطر بازی گر نے اپنے مشن کو انتہائی کامیاب بنانے کے لئے تقدس و پارسائی کا لبادہ اوڑھا کر اپنے ایک گرگے کو اسمٰعیل کے ساتھ آگے بڑھایا ——— سید احمد رائے بریلوی"! ——— انگریز کا وہ "وفادار مہرہ" تھا ——— یہ حضرت وہ تھے جو پہلے ہی سے اپنی شاندار غدارانہ خدمات کے سبب ایسٹ انڈیا کمپنی کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے ——— اب اور زیادہ وسیع پیمانے پر ملک وملت کے مفادات کا سودا کرکے انگریز کے

وفادار ایجنٹ بن گئے۔

"سر جھکائے ہوئے خاموش ہوں یوسف کی طرح
زندگی بیچ رہی ہے سرِ بازار مجھے"

حضرت جی کی شہرہ آفاق غداری کی داستان ملت فروشی پڑھنے کے لئے آیئے تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں۔

وہابیوں کے پیر و مرشد

سید احمد رائے بریلوی

بڑے نیک طنیت، بڑے پاک دامن
ریاض آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

سیّد احمد ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں "مالوہ" کے نواب امیر خاں پنڈاری کی فوج میں سوار کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔ بہت جلد اپنی خدمات کے صلہ میں نواب کے باڈی گارڈ کے دستے کے افسر اعلیٰ بنا دیئے گئے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ نواب کا اعتماد اس حد تک حاصل کر لیا کہ نواب کے مشیر خاص مقرر ہوئے۔ انتہا یہ کہ نواب کوئی کام سید احمد کے مشورے کے بغیر نہیں کیا کرتا تھا۔

امیر خاں اس قدر بہادر اور جنگجو تھا کہ اس کے تابڑ توڑ حملوں سے جے پور، جودھپور اور دوسری ہندو ریاستوں پر ہیبت طاری تھی۔ دوسری طرف انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریز نے اپنی روایتی عیاری سے کام لیتے ہوئے سازش کا جال پھیلایا۔ چنانچہ نواب کے معتمد خاص سید احمد سے ساز باز کر کے امیر خاں کو پھانسنے کی ترکیب نکالی۔ اس میں انگریز کو زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ سید احمد تو بنے ہی غداری کے لئے تھے۔ چنانچہ انگریز کا آلہ کار بنکر اپنے آقا کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی خوش اسلوبی سے اس بپھرے شیر کو برطانوی جال میں پھنسوا دیا۔ (تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے: حیات طیبہ ص ۵۱۳)

سیّد احمد کی داستان غداری انکے مدّاح مرزا حیرت کی زبانی

۱۲۳۱ھ/1815ء تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے مگر ایک کام نام آوری کا یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرادی۔ سید احمد صاحب

نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا۔ لارڈ
ہیسٹنگز، سید احمد کی بے نظیر کارگذاری سے بہت
خوش تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں کہ امیر خاں نے ریاستوں
اور ان کے ساتھ انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر
دیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سید صاحب نے اس حکمت سے
بپھرے ہوئے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا۔"
(حیات طیبہ ص ۴۲۱)

سنا آپ نے؟ ــــ سید احمد صاحب امیر خاں ایسے انگریز کے دشمن کو اپنی حکمت عملی سے انگریزی شکنجہ میں جکڑ دیا ــــ ملّت فروشی کا کیسا شاندار کارنامہ انجام دیا! ــــ اسی لئے تو انگریز سرکار ان کی اس کارگذاری سے بہت خوش تھی اور کیوں نہ خوش ہوتی کہ ایسے ہی پٹھوؤں کی بدولت انگریزی عفریت ہندوستان کے جسم لاغر میں اپنے زہریلے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔

؎
دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

غور کا مقام ہے کہ سید احمد کے دل میں آزادیٔ وطن کی اگر ذرا سی بھی تڑپ ہوتی اور دین اسلام سے ذرا سی بھی محبت ہوتی تو وہ امیر خاں کو انگریز کی غلامی پر رضامند کرنے کے بجائے اسے انگریز کے خلاف جہاد میں اور زیادہ تیزی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ــــ امیر خاں کے پاس پچیس ۲۵ تیس ۳۰ ہزار لڑاکو مسلمانوں کا لشکر جرار موجود تھا۔ سید احمد اس میں مزید اضافے کی کوشش کرتا اور وطن عزیز سے انگریز کو نکلوا کر دم لیتا ــــ لیکن

اس نے اپنی عاقبت تباہ کرنے کے لئے غاصب ——— انگریز کا آلہ کار بننا پسند کیا اور ناموس اسلام کا کچھ پاس نہ کیا بلکہ ناموس اسلام کو ملیا میٹ کرنے ہی کے لئے انگریز کا آلہ کار بننا پسند کیا کیوں کہ وہابیت کا قارورہ انگریزیت سے ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز کی حمایت کے ساتھ ساتھ سید احمد غدار نے وہابیت کا پرچار بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ

"اس مستعدی اور زبانی پند و نصائح کا عملی
شرعی معاشرت کے ساتھ یہ اثر ہوا کہ امیر خان
معہ اپنے کل بھائی بندوں اور اولاد کے سچا "محمدی"
(یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی کا پیروکار) بن گیا۔"
(حیات طیبہ صہ ۱۲ھ)

اس طرح "ملک و ملت" کا "قرض" ——— اور "دین و مذہب" کا "سودا" ساتھ ساتھ چکا دیا ——— اور زبانِ حال سے نعرہ لگایا

انگریز بہادر زندہ باد، وہابی مذہب پائندہ آباد ———!!

چنانچہ سیدھے سیچے سنی مجاہدین کا ایمان بگاڑنے کے بعد سید احمد نے بکمال چالاکی ان کے "جذبۂ جہاد" کو بھی کچل کر رکھ دیا اور اس طرح انہیں ہمیشہ کے لئے انگریز کی غلامی کے شکنجے میں کس دیا۔ ——— ملک و ملت کے بہی خواہ بتائیں، کیا آزادی کے علمبردار مجاہدوں کا یہی کردار ہوتا ہے؟ ——— ؟ ——— ؟

کیا ملک و ملت کی عظمت کا اسی طرح دفاع کیا جاتا ہے ——— ؟

کیا دینی غیرت و حمیت کا اسی طرح جنازہ نکالا جاتا ہے ؟؟؟

اے روح غلام رسول تھر جواب دے ———!

وہابی بے ایمان

اور

برٹش پلان

لوگ جو خاکِ وطن بیچ کے کھا جاتے ہیں
اپنے ہی قتل کا کرتے ہیں تماشا کیسے

برٹش پلان کے عین مطابق انگریز اور غدّاران ملک وملّت کے باہمی مشورے سے اب یہ طے پایا کہ (۱) ——— فی الفور سکھوں کے خلاف جہاد کا ڈھونگ رچایا جائے۔ (۲) ——— پنجابی مسلمانوں پر سکھّا شاہی کے مظالم کا ڈھنڈورا پیٹ کر ہندوستان بھر سے مسلم رضا کار بھرتی کرنے کا چکّر چلایا جائے۔ (۳) ——— جہاد کے اخراجات کا جھانسہ دے کر مسلمانوں سے چندہ بٹورا جائے (۴) اور جب یہ سب کچھ ہو جائے تو صوبہ سرحد پہنچکر پہلے تو پٹھانوں کو سکھوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دے کر ان کی مدد حاصل کی جائے (۵) ——— اس کے بعد پٹھانوں سے سید احمد کی امارت و امامت تسلیم کرائی جائے۔ اگر وہ سید احمد کو "امیرِ مطلق" اور "امامِ برحق" مان لیں تو ٹھیک ہے ——— ورنہ بصورتِ دیگر بزورِ شمشیر انہیں زیر کیا جائے۔ (۶) ——— اس طرح سکھوں اور پٹھانوں سے لڑ بھڑ کر ان کے کچھ علاقے چھین لئے جائیں اور ان میں اپنی ایک ——— "ریاست وہابیہ" ——— قائم کی جائے جو عرب کی سعودی سلطنت کی طرح انگریز کے زیرِ سایہ دائم قائم رہے ——— !!!

صاف ظاہر ہے کہ اس منصوبے میں انگریز کی چاندی ہی چاندی تھی! ——— اور وہ اس طرح کہ:۔

(۱) اگر ہندوستان میں ——— "وہابی سٹیٹ" ——— قائم ہو جاتی ہے تو عرب کی ——— "وہابی سلطنت" ——— کی طرح انگریز سرکار کی معاون ہو کر برٹش اقتدار کو مضبوط و مستحکم اور وسیع کر سکے گی۔

(۲) اسمٰعیلی لشکر کی یورش سے ہندوستان کی مارشل ریس (جنگجو سکھ قوم) ختم یا کمزور ہو کر بآسانی انگریز کے زیرِ نگیں آسکے گی۔

(۳) سرحدی پٹھانوں کے خودسر آزاد قبائل جو کبھی کسی کے زیرِ نگیں نہ رہے وہ اس قدر کمزور ہو جائیں گے کہ انہیں کبھی انگریزی اقتدار کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی

(۴) بفرض محال اگر یہ سب کچھ نہ ہو سکے تو از کم ہندوستان بھر کے سارے مسلمانوں کی فوجی طاقت کو سرحد میں جمع ہو کر کٹ مرنے کا سنہرہ موقع تو مل ہی جائے گا ——— خس کم جہاں پاک ——— ! غرضکہ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد ہندوستان میں انگریز کا کوئی حریف زندہ باقی نہ رہ سکے گا۔ پھر کوئی آزادی کا راگ نہ الاپ سکے گا۔

انگریز کے لئے اس سے بڑھکر بھلا خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی کہ ——— سارے ہندوستان کی عسکری روح نکل جائے اس طرح اس کا کہیں کوئی مدمقابل ہی نہ رہے۔ پھر تو بڑی آسانی سے انگریزی عفریت ہندوستان کو سالم نگل جانے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔

آغازِ سفر ——— برائے ——— سقر

انگریز نے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے اپنے ان دونوں ایجنٹوں کو ——— "سید احمد بریلوی" اور "اسمٰعیل دہلوی" ——— کو خاص انگریزی پالیسی کے تحت عرب کا چکر لگوایا ——— اس زمانے میں سفرِ حج کے لئے ——— سورت اور بمبئی ——— مروجہ ساحل تھے۔ مگر "انگریزی گرگوں" کا آغازِ سفر سورت یا بمبئی سے نہیں ہوا بلکہ یہ دونوں "بن مانس" ——— الٹے "بانس بریلی" گئے۔ یعنی پہلے اچھلتے کودتے "کلکتہ" ——— پہنچے۔ کیوں کہ کلکتہ اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں کمپنی کے افسروں سے رازدارانہ ملاقاتیں ہوئیں۔ دعوتیں ہوئیں، ضروری ہدایتیں دی گئیں ——— یہ تمام امور طے پانے کے بعد ——— جہاز پر لدوائے گئے ——— اس طرح ان کا یہ سفر طویل ہو گیا مگر دیگر حجاج کے برخلاف کلکتہ ہی سے شروع ہوا۔

ہندی خباثت اور نجدی نجاست

سوچنے والوں کے لئے مقام غور و فکر ہے کہ وہ کیا مقاصد تھے جن کی بجا آوری کے لئے یہ پاپڑ بیلے گئے؟ ——— تو سنئے! ——— اس سفر سے انگریز کا مقصد ان دونوں ——— ہندی گوریلوں ——— کو ——— شریر نجدیوں ——— سے ملت اسلامیہ کے خلاف لشکر کشی کی ——— "ٹریننگ"

دلانا تھا چنانچہ انگریز کے پٹھو نجدیوں نے ان " ناریوں " کو اپنے آزمائے ہوئے حربے سکھائے اور مذہب کی آڑ لے کر حکومت حاصل کرنے کے گر ان گرگوں کو سکھائے ——— "نجدی درندے" انگریز کی معاونت سے " عثمانی خلافت " کے خلاف بغاوت میں کامیاب ہو چکے تھے ——— غداری اور بغاوت کا " ریفریشر کورس " کرانے کے لئے ان نجدیوں سے بہتر استاد بھلا اور کہاں مل سکتے تھے۔ چنانچہ انگریزی منصوبے کے مطابق جب یہ سازشی ٹولہ مکہ معظمہ پہنچے تو انگریز کے ساز باز نجدی سازندے پہلے ہی انگریزی بینڈ باجا لئے ان درباری میراثیوں کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔ چنانچہ آگے کی رپورٹ خود ان کے اپنے مداح مرزا حیرت سے سنئیے :۔

" نجدی لوگ آ آ کر ملتے تھے اور اپنی لڑائیوں کا ترکوں کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے۔"

(حیات طیبہ مطبع فاروقی دھلی)

ان ملاقاتوں کی تفصیل بتاتے ہوئے ان غداروں کے ولی نعمت ——— پادری ہوجیز لکھتا ہے :۔

" ابن عبد الوہاب کے جانشینوں نے وہابیت کے اصول سید احمد صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں خوب سمجھا دیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد ہی کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک کے ملک ہاتھ لگتے ہیں۔"

(ڈکشنری آف اسلام)

گویا مذہبی جوش و خروش کا استحصال کر کے ملکوں پر غاصبانہ قبضہ جمانے کے گر نجدی گرو نے اُن گرگوں کو یہاں سکھائے۔ ان گوریلیوں کے

دین و ایمان کا دیوالیہ پن دیکھیں کہ اس نجاست کے لئے حج جیسی پاکیزہ عبادت کو آڑ بنایا ——— سید احمد اور اسمٰعیل جیسے ذلیل ایجنٹوں سے ایسی ہی امید ہوسکتی تھی۔ ورنہ سوچنے کی بات ہے کہ حج کو تو سبھی جاتے ہیں مگر کسی حاجی کو نجدیوں نے ملک گیر اصول نہیں سکھائے ——— اور ملک کے ملک ہاتھ لگنے کے گُر نہ بتائے! تمام حاجیوں سے قطع نظر آخر یہ اہتمام خاص ان "پاجیوں" ہی کے لئے کیوں کیا گیا ——— ؟ انگریزوں کے آلۂ کار ——— نجدیوں کی نظر انتخاب آخر ان خانہ خراب ہندیوں ہی پر کیوں پڑی۔ ——— ماننا پڑے گا یہ انگریزی سازش کا ثمرہ، اور نجدیوں سے ملی بھگت کا نتیجہ تھا ——— عرب سے ترکی خلافت کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے مغل اقتدار کو نیست و نابود کرنے کے لئے انگریز کا یہ عظیم سازشی منصوبہ تھا جس کو بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہنایا جارہا تھا ——— دراصل یہ برٹش حکومت کا ماسٹر پلان تھا ———

عامۃ المسلمین سے بغاوت

یعنی

حرم کعبہ میں الگ جماعت

ان ہندی گرگوں نے نجدی تعلیمات پر فوری عمل تو یہ کیا کہ حرم کعبہ میں اپنی جماعت الگ کرنے لگے اس طرح ان باغیوں نے حرم پاک میں جماعت مسلمین سے رشتہ توڑا اور وہابیت وخارجیت سے رشتہ جوڑا۔ اس وقت تک حرم پاک میں اہلسنت کے چاروں مصلے بحال تھے۔ مگر ان غداروں نے مسلمانوں کے چاروں مسلکوں میں سے کسی ایک کی تقلید گوارہ نہ کی بلکہ حرم پاک میں انتشار وخلفشار پھیلانے کے لئے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی چنانچہ:۔

"مشورے سے طے پایا کہ جب تک لوگ حرم میں تراویح پڑھیں گے آپ یہاں لوگوں کا قرآن سنیں شور بند ہونے کے بعد مطاف میں اپنی جماعت علیحدہ کی جائے"۔

(سیرت سید احمد ص ۲۶۶، سید احمد شہید ص ۲۲۲)

بھلا یہ کس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنی جماعت علیحدہ کر کے حرم پاک میں ایک نیا فتنہ کھڑا کریں؟ ——— سینکڑوں سال سے

مقررہ مصلوں میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کریں ـــــ بلکہ علیحدہ جماعت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں انتشار وخلفشار کا دروازہ کھولیں اور اسلام امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیریں ـــــ! ـــــ مگر کیا کرتے یہاں بھی یہ بیچارے نفس کے مارے انگریزی سیاست کی خباثت سے مجبور تھے چنانچہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے پر یہ "ٹکڑ گدھے" عمل کر رہے تھے ورنہ جہانتک نماز باجماعت کا تعلق ہے تو یہ سب کو معلوم ہے کہ "جماعت اولیٰ" کو ترک کرنا بڑے ثواب سے محروم ہونا ہے اور پھر جان بوجھ کر ترک کرنا تو بدرجۂ اولیٰ گناہ ہے مگر گناہ کی کسے پرواہ ـــــ!

ان "گرو گھنٹالوں" نے تو اپنے وہابیانہ عقائد کے تحت انگریزی پالسی کی بجا آوری کے لئے یہی شیطانی راستہ اختیار کیا کیونکہ اس وقت تک حجاز مقدس پر ترکی خلفاء کی حکومت قائم تھی جو عقیدۃً ـــــ "سنی حنفی" تھے مگر یہ باغی ٹھہرے کٹر وہابی ـــــ! اور اس پر طرہ یہ کہ انگریز کے پالتو ـــــ کریلا اور نیم چڑھا ـــــ چنانچہ اور بھی کڑوے کسیلے ہو گئے ـــــ پھر بھلا حرم پاک میں خوش عقیدہ امام اہلسنت کی اقتدا کیسے قبول کر لیتے اور وہ امام حرم تھا بھی ترکی خلافت کا نمائندہ ـــــ! اور ترکی خلافت انگریزوں کی آنکھ میں کانٹا بنکر کھٹک رہی تھی ـــــ مگر اس وقت تک تو سارے ممالک اسلامیہ پر ـــــ "سنی العقیدہ ترکوں" ہی کا کنٹرول تھا ـــــ پھر بھلا یہ انگریزی ٹٹو ـــــ امام حرم کی پیروی کیسے کرتے؟ ـــــ اسی طرح انگریز خرکاروں کی نمک حلالی میں فرق نہ آجاتا ـــــ کیونکہ یہ تو تھے ہی سرے سے اسلامی حکومت کے باغی! ـــــ بڑے "غیر مقلد وہابی" ـــــ! چنانچہ بڑی ڈھٹائی سے کہا کرتے تھے :-

چاروں فقہا کے مذہب میں سے کوئی مذہب

مجھے پسند نہیں ــــــ مشہور طریق اولیاء اللہ

میں کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں،، ؏۱ ــــــ

(حیات سید احمد شہید صـ ۱۵۳-۵۴)

۵ ,, میرا مسلک بھی نیا راہِ طریقت بھی نئی

میرے قانون نئے میری شریعت بھی نئی،،

چونکہ ,,مشہور طریق اولیاء اللہ،، ــــ میں سے ــــ ,,کوئی طریقہ ــــ،، انگریز سرکار کی خوشامد و غلامی کا درس نہیں دیتا تھا لہٰذا ! اولیاء اللہ کا کوئی طریقہ سید صاحب کے موافق کیسے ہوسکتا تھا ــــــ یہاں تو خمیر میں نری غداری اور بغاوت کی کیچڑ بھری ہوئی تھی جس کی کوئی گنجائش چاروں فقہا میں سے کسی کے مسلک میں نہیں تھی تو پھر بھلا سید صاحب ان میں سے کسی کی تقلید کیسے کرتے ــــــ ؟

خلاصۂ کلام یہ کہ مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے عرب میں جہاں ــــ ,,وحشی نجدیوں،، ــــ کو اپنا آلۂ کار بنایا، وہاں ہندوستان میں ان کے ہم مسلک ــــ ,,وہابی گماشتوں،، ــــ کے ذریعہ تخریب کاری کا چکر چلایا تاکہ ایمان و آگہی کے ساتھ ساتھ قومی غیرت و حمیت کا بھی جنازہ نکل جائے ــــــ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے ۵

,, یارب متاعِ دیں کو کہاں تک کوئی بچائے

ملتے ہیں روز دشمن ایمان نئے نئے،،

؏۱: آج اگر ــــ ,,عوام اہلسنت،، ــــ ان سعودی عرب سے آئے ہوئے ــــ

سکھوں کے خلاف جہاد کا جھانسہ

سرحدی مسلمانوں کو جال میں پھانسا

بجس نجدیوں سے وہابیت کی ٹیڑھی ٹریننگ حاصل کر کے جب یہ شریر ہندوستان واپس آئے تو انگریز کے مجوزہ منصوبے کے مطابق ان غداروں نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ بڑی مکاری سے گلی گلی کوچے کوچے پھر کر سکھوں کے ظلم و ستم کا رونا رویا۔ ے

"فریب پہلے بھی کھا چکا ہوں مگر یہ آنکھیں اور انمیں آنسو
نہ جانے کیوں دل یہ چاہتا ہے کہ آج پھر اعتبار کر لوں،،

"غیر مقلد خارجی وہابی اماموں،، ـــــ کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے تو یہاں سارے کے سارے "غیر مقلد وہابی،، اہلسنت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ـــــ حکومت سے فریاد کرتے ہیں! ـــــ اتحاد بین المسلمین کی دہائی دیتے ہیں غرضکہ ہر طرح کے الٹے سیدھے الزامات لگاتے ہیں اور اہلسنت ہی کو مجرم گردانتے ہیں! ـــــ ہاں واقعی مجرم ہیں بڑا جرم یہ ہے کہ ـــــ اہلسنت، وہابیت کے ڈھول کے پول سے واقف ہیں! ـــــ انگریز خر کاروں کے ٹکڑ گدھوں کو پہنچانتے ہیں! ـــــ اہلسنت کے قاتلوں کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکاتے؟ ـــــ خونِ مسلم سے ہولی کھیلنے والوں کے رنگ میں نہیں رنگ جاتے؟ ے

"اے روشنئ طبع تو بر من بلا شدی،،

غرضکہ:۔ "حج کے بعد پھر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر
اب کے اصل زور ——— جہاد و ہجرت ———
پر تھا ———!"
(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۳۲)

مزید یہ کہ:۔ "سید احمد صاحب نے عام طور پر اپنے مریدوں کو
ہر شہر میں یہ اجازت دے دی کہ سکھوں پر جہاد کرنے
کے وعظ ہوں ——— اکثر شہروں میں وعظ شروع
ہوئے...... لوگوں کے دلوں میں تحریک پھیل
رہی تھی ——— اب عام طور پر ظاہر ہونے لگی
اور سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے۔"
(مرزا حیرت دہلوی ——— حیات طیبہ ص۱۴۲)

چنانچہ "سکھا شاہی،، کے خلاف سارے مسلمانوں کے دلوں میں ہیجان برپا ہو گیا ——— اس طرح مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی اور منچلا نوجوان بھی انگریزی پالیسی کے تراشے ہوئے "اسمٰعیلی جہاد،، پر قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ افسوس کوئی سمجھانے والا نہ تھا کہ ؎

اڑتے بادل کے تعاقب میں پھرو گے کب تک
درد کی دھوپ میں نکلا نہیں کرتے گھر سے

بہرحال،۔ "وہ دہلی سے آہستہ آہستہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے ——— پٹنہ میں کافی عرصہ قیام رہا ——— اور اس دوران تحریک کو ——— "ایک باقاعدہ حکومت" ——— کے نمونے پر منظم،، کیا گیا ہر ضلع میں ایک ایک

"گماشتہ" مقرر کیا تاکہ وہ "مستقل افسروں کے ساتھ
لوگوں سے "ٹیکس" وصول کرنے کا بندوبست کرے
(اسمٰعیل شہید ص۹۴)

کچھ سنا آپ نے ؟ ــــ مولوی اسمٰعیل کی ایک ــــ "باقاعدہ حکومت" ــــ اور وہ بھی ــــ "برٹش راج" ــــ کے اندر ــــ ! ــــ کیسی عجیب بات ہے !!

انگریزی حکومت تو دجل و فریب سے عالم وجود میں آئی تھی اور عیاری و مکاری اور دغا بازی کی بنیادوں پر ہی قائم تھی پھر بھلا اس حکومت در حکومت کے کیا معنی ؟

"انگریزی راج" میں تحریک جہاد کو ــــ "باقاعدہ حکومت" ــــ کے نمونے پر "منظم" کرنے کا کیا مطلب ؟ ــــ بھلا کسی کمزور سے کمزور مملکت کے اندر بھی ایسی حکومت در حکومت ہوتی ہے اگر نہیں ــــ تو پھر بھلا ــــ ہر ضلع میں اسمٰعیل کے اپنے "گماشتوں" کو مقرر کرنیکا کیا جواز؟؟

انگریزی عملداری میں اسمٰعیل کے اپنے ــــ "مستقل افسروں" ــــ کے ذریعہ ٹیکس وصول کرنے کے کیا معنی ؟؟ کوئی نکمی سے نکمی حکومت اس کو برداشت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی جابر گورنمنٹ اسے برداشت کرے ــــ ! اس کے جواب میں اگر یہ کہا جائے کہ ــــ عیار انگریز یہ سب کچھ ــــ اسلام دوستی ــــ کی خاطر برداشت کر رہا تھا ــــ تو کوئی بڑا احمق ہی اس پر یقین کر سکتا ہے ! اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سے انگریز کو "اسلام کی بقا" اور "مسلمانوں کی فلاح" منظور تھی جبھی تو انگریز بہادر اسمٰعیلی جہاد کے لئے اپنی عملداری سے باقاعدہ روپیہ پیسہ اور آدمی سرحد کو پارسل کر رہا تھا ــــ

تو یہ بات صرف اور صرف غلام رسول مہر اور اس کے چیلے چانٹوں کے بھس بھرے بھیجوں میں سما سکتی ہے ـــــ ورنہ جس کی عقل فطور سے خالی ہے وہ بڑی آسانی سے اتنی سی بات سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح شاطر انگریز بڑی خوبصورتی سے ـــــ "اسمٰعیلی ٹیکس" اور جہادی چندوں کے ذریعہ مسلمانوں کے خزانے خالی کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بڑی خوش اسلوبی سے لڑاکر مسلمانوں کو سرحد کے مذبح خانے کی طرف ہانک رہا تھا تاکہ ہندوستان کا میدان صاف ہو جائے جس میں انگریز بہادر آسانی سے گھڑ دوڑ کرے اور پولو کھیل سکے۔

اپنے اس منصوبے کو انگریز بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہناتا رہا ـــــ ہندوستان لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتا رہا ـــــ مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی سرحد کو سرکتا رہا ـــــ !!

شاطر انگریز نے بڑی ہوشیاری سے اپنے ـــــ "اسمٰعیلی جہاد" ـــــ کو کنٹرول کرنے کے لئے مراکز ـــــ "کلکتہ" صوبہ بنگال ـــــ اور "پٹنہ" صوبہ بہار ـــــ میں قائم کرائے ورنہ صوبہ یو۔ پی وغیرہ میں اسمٰعیل کی مزاحمت ہو جاتی کیونکہ مغلیہ سلطنت کے رہے سہے حکام و جاگیر دار اور عام مسلمان اس تحریک کے آڑے آتے۔ اس خدشے کے پیش نظر ـــــ "تحریک جہاد" ـــــ کے مراکز انگریز نے اپنی قلمرو میں قائم کرائے تاکہ کام کی پوری پوری نگرانی بھی ہوتی رہے اور کسی قسم کے خطرے کا امکان بھی باقی نہ رہے۔ بقول سید عالم ندوی :-

> "اس پوری مدت پٹنہ سازش کا مرکز تھا وہابی مبلغ ہندوستان اور قریب کے ملکوں میں اپنے مشن کی تبلیغ کر رہے تھے"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۳۰)

بہرحال اس طرح انگریزی پالیسی کامیابی سے ہمکنار ہوتی رہی! ———
اور مسلمانوں کی طاقت وقوت اتحاد اور یک جہتی خلفشار کا شکار ہوتی رہی۔!!
انگریز نے اپنی پالیسی کے مطابق بڑی رازداری سے کام لیا کہ آخر تک اپنے منصوبے کے راز کو فاش نہ ہونے دیا اس طرح مغلیہ سلطنت کا اختتام بڑی خاموشی سے کرتا رہا۔ ؎

ثبوت برق کی غارت گری کا کس سے ملے
کہ آشیاں تھا جہاں اب وہاں دھواں بھی نہیں

لیکن حقائق تو از خود بولتے ہیں اور وہ بھی مخالف کے قلم سے۔ چنانچہ:۔

”مشہور ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخالفت کا کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ ——— کلکتہ ——— یا پٹنہ ——— میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ کی امداد بھی کی،، ———!

(مولینا منظور احمد نعمانی ——— الفرقان لکھنؤ ——— شہید نمبر ۱۳۵۵ھ)

بھلا انگریز کیوں نہ امداد کرتے؟ ——— اسمٰعیلی جہاد ——— تھا ہی انگریزی پالیسی کا تراشیدہ! ——— اور اسمٰعیل و سید احمد تھے ہی انگریزوں کے پروردہ!! ——— پھر بھلا وہ کیوں نہ انگریز سے تعاون کا اظہار کرتے!! ——— اور انگریز کیوں نہ ان کی مدد کرتا ———!!
اس ——— تعاون و مدد ——— کا خاطر خواہ نتیجہ انگریز کی عین مرضی کے مطابق نکلا چنانچہ:۔

”انہوں نے صرف وعظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے

مریدوں کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر ـــــ سرحد
تشریف لے گئے ـــــ!"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۳۲)

ے
غیرت اہل چمن کو کیا ہوا
چھوڑ آئے آشیاں جلتا ہوا

خلاصۂ کلام یہ کہ:۔

پہلے تو سید احمد و اسمٰعیل نے سکھوں کے ظلم و ستم کی دہائی دے کر مسلمانوں کو جہاد کے لئے اکسایا ـــــ!

اس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کی ساری فوجی طاقت کو اپنے ساتھ لے کر سرحد کا رخ کیا ـــــ!

اس طرح انگریز کو اپنی من مانی کرنے کے لیے ہندوستان کا میدان خالی چھوڑ دیا! ـــــ بھلا یہ کہاں کی دانائی تھی یہ کہاں کی اسلام دوستی اور حب الوطنی تھی؟ ے

"اتنا خرام تیز نہ کر اے نسیم صبح
بجھنے کو ہوں چراغ سحر میں ذرا ٹھہر"

"شیخ نجدی" کا تازہ ایڈیشن "شیخ ہندی"

آیا مری زباں پہ یکا یک جوان کا نام
کس کس کے ہاتھ مرے گریباں تک آ گئے

ابن عبد الوہاب نجدی کی "تحریک وہابیت" ـــــ اور ان دونوں

ہندی مولویوں کی سیاسی اور مذہبی ــــــ "تحریک آزادی" ــــــ میں
یکساں مناسبتیں نظر آتی ہیں۔

"شیخ نجدی" نے عرب میں ــــ "امیر سعود" ــــ سے ملکر مسلمانوں
کا قتل عام کیا ــــ ان کے مال و متاع کو مباح کہہ کر لوٹ لیا!!

ــــ یہاں سید احمد بریلوی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی (وہابی لشکر
کے کمانڈر انچیف) سے ملکر ہندوستان میں وہی خونی ڈرامہ کھیلا جسے
نجدیوں نے ڈائریکٹ کیا تھا۔

ہر عقلمند یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ سازش انگریز اور صرف انگریز کی
تیار کردہ تھی جس پر عمل کرانے کے لئے فرنگیوں کو دو کارندے "نجد"
میں بھی مل گئے تھے۔ ــــ

ایک ــــ "محمد بن عبدالوہاب نجدی"!

دوسرا ــــ "امیر سعود"!!

گویا ــــ ایک "امیر" ــــ دوسرا "مشیر" ــــ!!!

اسی طرح انگریزوں کو دو ایجنٹ ہند میں بھی میسّر آ گئے۔

ایک ــــ "سید احمد رائے بریلوی" ــــ!

اور دوسرا ــــ "مولوی اسمٰعیل دہلوی" ــــ!!

ایک ــــ "پیر" ــــ دوسرا ــــ "مرید" ــــ!!!

یہاں بھی دو ــــ وہاں بھی دو ــــ!!!

یہ مماثلت بھی دیدنی ہے ــــ!!!

"یہ سارے ہی حسین چہرے میری تسبیح کے دانے ہیں
نظر سے گرتے رہتے ہیں عبادت ہوتی رہتی ہے"

ڈو کا ٹولہ عرب میں ــــــ "شیخ نجدی" ــــــ نے بے ادبیٔ رسول کا جو ہنگامہ برپا کیا تھا ــــــ وہی کارنامہ ــــــ "شیخ ہندی" ــــــ نے یہاں انجام دیا! ــــــ

شیخ نجدی نے ــــــ "کتاب التوحید" ــــــ لکھکر عظمتِ مصطفےٰ کے نورانی مینار گرائے ــــــ تو "شیخ ہندی" نے "تقویت الایمان" ــــــ لکھکر توہینِ مصطفےٰ کے شیطانی ہتھیار سجائے!-!-!

وہاں عرب میں بھی ــــــ "نجدی شمشیر" ــــــ سے خون مسلم بے دریغ بہایا گیا ــــــ یہاں ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی گردن پر ــــــ "اسمٰعیلی خنجر" ــــــ آزمایا گیا ــــــ!!

جس طرح ــــ ابن عبدالوہاب نجدی ــــ نے اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر ــــ "کتاب التوحید" ــــ کا عملی نفاذ کیا۔ بالکل اسی طرح ــــ مولوی اسمٰعیل ــــ نے "تقویت الایمان" ــــ کے عملی اور حتمی نفاذ کے لئے اقتدار و حکومت کا سہارا لیا!

جس طرح ــــ "ابن عبدالوہاب نجدی" ــــ نے ان مسلمانوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کی بدعقیدگی کو تسلیم نہیں کیا تھا! ــــــ بالکل اسی طرح مولوی اسمٰعیل نے بھی اپنے وہابیانہ عقائد کے نفاذ کے مخالف مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کیا۔

جس طرح عرب میں برطانیہ کی سازش سے "ترکی خلافت کا زوال ہوا اور ــــ "وہابی سعودی سلطنت" ــــ مستحکم ہوئی۔ ــــــ بالکل اسی طرح ہندوستان میں برٹش پلان کے تحت "مغلیہ سلطنت" کا خاتمہ ہوا اور سرحد میں انگریز کے زیر سایہ ــــــ "وہابی سٹیٹ"

قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

وہابی سٹیٹ کے قیام کی ضرورت

انگریزوں کو سرحد میں ــــــ "وہابی سٹیٹ" ــــــ قائم کرنا ضروری ہوگئی تھی کیونکہ ہندوستان میں مار دھاڑ کرنے والے مرہٹوں کو مارنے اور شیر میسور ٹیپو سلطان کی شوکت وقوت کو توڑنے کے بعد پنجاب کے "جنگجو سکھوں" ــــــ کے علاوہ صوبہ سرحد کے ــــــ "غیور پٹھان" ــــــ ہی پورے ہندوستان پر انگریزوں کے مکمل قبضے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ان کو زیر دام لانے کے لئے "دانائے فرنگ نے یہ "دانا" ڈالا یعنی سرحد میں "وہابی اسٹیٹ" قائم کرنے کا منصوبہ بنایا کیونکہ :-

> "انگریزی حکومت نے ہندوستان کے تمام صوبوں پر مضبوطی سے قبضہ کر رکھا تھا صرف پنجاب کشمیر اور صوبہ سرحد ان کے اقتدار سے خالی تھا"

(شاہ اسمٰعیل شہید ص۱۸۵)

چنانچہ تحریک مجاہدین کا میدان کارزار صوبہ سرحد کے علاقے بنے جو ہندوستان میں انگریزوں کے مکمل کنٹرول کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ــــــ مگر مشکل یہ تھی کہ سرحد میں ــــــ "سنی العقیدہ کٹر حنفی مسلمان" ــــــ رہتے تھے جو بڑے خوددار، حریت پسند اور سخت جان ہوتے ہیں۔

" بری طرح کیا پھر اڈ ہم پہ لوگوں نے
ہوا بھی کہتی ہے یہ لوگ مرنے والے نہیں

چنانچہ بقول سر سید احمد خاں سرحدی پٹھان وہابیانہ عقائد پر کسی طرح متفق نہ ہوئے۔

" ہندوستان کے گوشۂ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ "سنی المذہب حنفی" ہیں چونکہ ان (سید احمد و اسمٰعیل) کے عقائد کی مخالف تھیں اس لئے وہ "وہابی" ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے ــــــــ"

(مقالات سر سید نہم ص: ۱۳۹-۱۴۰)

سرحد میں رہنے والے ــــ "سنی المذہب حنفی مسلمان" ــــ بھلا ان وہابیوں کے مسائل کو کیونکر اچھا سمجھتے ــــ بھلا کوئی ایسا ہے جو اپنے باپ کو گالی دے ــــ! ــــ اپنے بزرگوں کے منہ پر تھوکے ــــ علماء کرام کی پگڑی اچھالے! ــــ مشائخانِ عظام کا خرقہ پھاڑے! ــــ صحابہ کرام کے مزارات اکھاڑے! ــــ گنبد خضراء ڈھانے کے لئے نشانہ بنائے! ــــ خانہ کعبہ کو اجاڑے! ــــ غلاف کعبہ کو جلائے! ــــ مجاہدانِ حرم کو خون میں نہلائے! ــــ ایسے سفاک خونخوار نجدیوں کی خباثتوں پر عمل کرنے والے شریروں کو بھلا وہ پہاڑی کیسے اچھا سمجھتے؟ ــــ ان کے مسائل خبیثہ کو بھلا وہ خوش عقیدہ سنی المذہب حنفی پٹھان " ــــ کیسے قبول کرتے ؟؟؟

چنانچہ انگریز کے فرستادہ ان وہابی ایجنٹوں کے خلاف سرحد کے علماء اہلسنت صف بستہ ہو گئے۔ ؎

بکھروں گا ایک بار تو نہ آسکوں گا ہاتھ
اے دوست احتیاط سے ٹھوکر لگا مجھے

انگریزی گٹھ جوڑ سے انکار

ابھی مشکل سے سمجھے گا زمانہ
نیا نغمہ نئی آواز ہوں میں

مولٰنا مودودی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس وقت یہ حضرات جہاد کے لئے اٹھے ہیں اس وقت کسی سے یہ بات چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصل طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو سکتی ہے تو انگریزوں کی ہو سکتی ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں کی نگاہ دوررس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا۔"

(تجدید احیائے دین ص ۱۲۸)

مودودی صاحب کی سمجھ میں یہ معاملہ نہ آیا لیکن ان کے "بزرگوں" اور "انگریزوں" کے درمیان تو یہ معاملہ پہلے ہی طے ہو

چکا تھا چنانچہ ان کے بزرگوں کی انگریزی پالیسی کا جوہر تو اس وقت کھلتا ہے
جب وہ بزرگ اپنے سب سے پہلے جہاد کا اعلان "سرحدی مسلمانوں" کے
خلاف کرتے ہیں جی ہاں جہاد اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ ! ے

"رفو گری کا ہنر یوں تو عام ہے لیکن
یہ دیکھنا ہے کہ دامن ہوا رفو کس کا"

اب جو لوگ تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ـــــ یہ جہاد انگریز کے خلاف تھا ـــــ ان سے ہاتھ جوڑ کر اتنا سا سوال ہے کہ ـــــ سچو کے بادشاہو، ذرا یہ تو بتاؤ کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حکومتیں اپنی عملداری میں اپنے خلاف اپنے مخالفوں کو فوجیں بنا تے دیں ؟ ـــــ اور اپنے خلاف جہاد کے لئے اپنے علاقے میں چندے بٹورنے دیں ؟ ـــــ ذرا سوچیئے تو سہی انگریز تو انگریز کوئی حکومت کیسی ہی گئی گذری کیوں نہ ہو، یہ حماقت نہیں کر سکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی زیرک قوم اپنی عملداری میں ـــــ ان "باغیوں" کو ـــــ چندہ اسلحہ، اور آدمیوں کی فراہمی کی اجازت دے ! ے

"ایں خیال است و محال است و جنوں"

اور پھر جبکہ انگریز خود نو وارد تھے اور سرزمین ہند میں آہستہ آہستہ اپنے پیر جما رہے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے ـــــ کیا گھاس کھا گئے تھے کہ اپنے علاقے میں اپنے مخالفین کی فوجیں کھلی آنکھوں جمع ہوتی دیکھتے رہے اور اف تک نہ کی !
ـــــ یہ تک نہ پوچھا کہ بادشاہو۔ اتنا بڑا لشکر لے کر کہاں جا رہے ہو ؟ ـــــ بلکہ طرفہ تماشہ یہ کہ "انگریز پاگلوں" نے انہیں سہولتیں

فراہم کیں! ——— "بے وقوف انگریز حکام" نے لشکریوں کی دعوتیں کیں
!! ——— اور جب یہ لشکری اپنی منزل پر پہنچ گئے تو ان کی
جو ہنڈیاں انگریزی علاقوں میں رہ گئی تھیں ان کی رقوم وصول کر کے "فرمانبردار
انگریز حکام" نے مجاہدین کے پاس بحفاظت صحیح سلامت سرحد بھجوا دیں! حیرت
ہے کہ ——— انگریز اپنے دشمنوں کے ساتھ الیسا مربیانہ سلوک
کرے!! ——— تاریخ تو ایسے کسی واقعہ سے یکسر خالی ہے ———
——— البتہ آج کے خود ساختہ قسم کے مؤرخین نے تاریخ کی یہ تشنگی دور کر
دی ہے جن کے سربراہ غلام رسول مہر ہیں انہوں نے اپنے قلم کی خرمستیوں
سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ سب کچھ انگریز اپنی مخالفت میں ہنسی خوشی
برداشت کر رہا تھا ؎

" ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے "

اعترافِ حقیقت

حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، مانی نہیں جاتی

"اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت
سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے
سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی ——— مگر
سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھوں کا زور کم ہو۔"

(مولینا محمد جعفر تھانیسری بسوانح احمدی ص۱۳۹)

مولینا تھانیسری نے تو حقیقت خود ہی آشکارا کر دی کہ ——— انگریز اس وقت سکھوں کا زور کم کرنا چاہتے تھے اس لئے انگریز کے زیر سایہ سید صاحب سکھوں سے جہاد کے لئے رقم اسلحہ اور آدمی آزادانہ طور پر جمع کرتے رہے بلکہ :-

"مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ
کی امداد بھی کی۔" ———

(مولینا منظور احمد نعمانی۔ الفرقان لکھنؤ شہید نمبر ۱۳۵۵ ص۲۶)

یہ جادو وہ ہے جو وہابی مؤرخین کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے چنانچہ جب یہ مجاہدین سکھوں سے جہاد کے لئے سرحد گئے تو ان کی بیوی بچوں اور املاک کی انگریزوں نے پوری پوری حفاظت کی نیز ادھر سے مالی اور

افرادی امداد بھی ہوتی رہی چنانچہ شیخ الحدیث دیوبند مولینا حسین احمد مدنی اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔

"جب سید احمد صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ
کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس
لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب
کی مدد کی ———"

(نقش حیات جلد دوم ص۱۲)

"طواف گل کو بھلا کر چمن سے کی ہجرت
یہ تتلیوں کی روایات سے بغاوت تھی"

انگریز اطمینان کا سانس بھلا کیوں نہ لیتا اور سید صاحب کو اس کار خیر میں امداد بہم کیوں نہ پہنچاتا کہ اس طرح سید صاحب ہندوستان بھر کے سارے جنگجو مسلمانوں کے ریوڑ کو ہنکا کر پہاڑوں میں ذبح کرنے لیے جا رہے تھے ان حضرات کی سنگ دلی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

"گرتا ہے اپنے آپ پہ دیوار کی طرح
اندر سے جب چٹختا ہے پتھر کا آدمی"

جیسا کہ سب کو معلوم ہے اس وقت ہندوستان میں دو ہی بڑی طاقتیں تھیں جو انگریزوں کے لئے درد سر بنی ہوئی تھیں ——— ایک تو پنجاب کی (مارشل ریس) جنگجو سکھ قوم دوسرے سرحدی پٹھانوں کے آزاد قبائل! انگریزی سیاست نے بڑی عیاری سے ایک تیر میں دو شکار کیے چنانچہ سید صاحب کو آگے بڑھا کر دونوں مقامی طاقتوں کو آپس میں ٹکرا دیا ——— اس طرح اگر ایک طاقت ختم ہو جاتی تو انگریز یکسوئی سے دوسری قوت

کو زیر کر سکتا تھا ـــــــ اور اگر دونوں ہی کمزور ہوتیں تو بھی انگریز کی چاندی تھی!

کتنے برسوں کی مسافت کا یہ حاصل ٹھہرا
اپنے دامن میں بجز گردِ سفر کچھ بھی نہیں،،

ملت اسلامیہ سے غداری
انگریز کی خدمت گذاری

کہا تم نے کہ جائز ہے فرنگی کی وفاداری
بتایا تم نے ہر اک عہد میں مذہب کو سرکاری

وہابیہ نے ہر جگہ اور ہر دور میں انگریز کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا فریضہ دینی جانا اس تلخ حقیقت کے ثبوت میں دلائل اس قدر قوی ہیں کہ کسی کو مجال انکار نہیں۔ چنانچہ وہابیہ کے معروف مؤرخین خود اعتراف کرتے ہوئے لکھتے چلے جاتے ہیں:۔

"دوران وعظ ایک شخص نے سوال کیا کہ ——
سرکار انگریزی کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے فرمایا:۔
ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور "اپنی گورنمنٹ" برطانیہ پر آنچ نہ آنے دیں۔"

(تواریخ عجیبیہ ص۷۳۔ مذاہب اسلام ص۶۶۔ حیات طیبہ ص۲۹۶)

جی ہاں! "اپنی گورنمنٹ برطانیہ" —— پر آنچ نہ آنے دیں۔

چنانچہ:۔ "سید صاحب کی برابر یہ روش رہی کہ ایک طرف لوگوں کو "سکھوں کے مقابل آمادۂ جہاد" کرتے اور دوسری جانب حکومت "برطانیہ کی امن پسندی" جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے تھے۔"
(الدر المنثور ص۲۵۲ از مولوی عبدالرحیم صادق پوری اہلحدیث)

بھلا کیوں نہ روکتے؟ —— اچھے لوگ جس کا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں —— آخر نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے ——

سید صاحب سے بھلا کیسے ممکن تھا کہ انگریزی تھالی میں کھاتے اسی میں

چھید فرماتے لہٰذا :-

"سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز

ارادہ نہیں تھا (بلکہ انگریز کی یاری پر ایسا ناز تھا

کہ) وہ اس آزاد عملداری کو "اپنی ہی" عملداری سمجھتے تھے"

(تواریخ عجیبہ مصنفہ منشی محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ فاروقی. دہلی ص۱۸۲)

"اپنی سرکار" ——— اپنی عملداری ——— کتنے خوبصورت الفاظ

ہیں انگریز سے کس قدر اظہار محبت ہورہا ہے ——— انگریز کے قدموں

پر والہانہ قربان ہوئے جارہے ہیں حالانکہ ہندوستان بھر کے مسلمان اس

وقت دل سے غاصب انگریز سے متنفر اور ان سے آمادۂ جہاد تھے لیکن

سید صاحب بڑی خوبصورتی سے انگریزوں کی امن پسندی کا یقین دلا کر لوگوں

کی نفرت کا دھارا سکھوں کی طرف موڑ رہے تھے ؎

دشمنوں سے تو بچ گئے لیکن

دوستوں کے کرم نے مار دیا

چنانچہ اسمٰعیلی جہاد سے انگریزوں کو فوری فائدہ تو یہ ہوا کہ مسلمانوں

کی بھی اور سکھوں کی بھی توجہ غاصب انگریز سے ہٹ کر ایک دوسرے پر

لگ گئی اس طرح انگریزوں کو سرزمین ہند پر پیر جمانے کا سنہرہ موقعہ

ہاتھ آیا ——— اور یہ موقع انہی غدارانِ ملک وملت نے انگریزوں

کو بہم پہنچایا ——— پھر بھی غلام رسول مہر کی طرح تاریخ پر ستم ڈھلتے

ہوئے جو لوگ آج "اسمٰعیل جہاد" کو انگریز کے خلاف ثابت کرنے کے لئے

ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ دراصل حقیقت کا منہ چڑا رہے ہیں اور

تاریخ کے منہ پر کالک لگا رہے ہیں۔

تاریخ کا حلیہ بگاڑنے والوں سے ہاتھ جوڑ کر التماس ہے کہ اگر ان میں ذرا سی بھی شرم و حیا باقی ہے تو زیادہ نہیں صرف ایک آدھ ہی بیان سید احمد یا اسمٰعیل دہلوی کا اپنی تائید میں، انگریز کے خلاف دکھا دیں جبکہ ہم نے ان "غداروں" کی "انگریز دوستی" کے حوالوں کی بھرمار کر دی ہے اور وہ سارے حوالے انہی کے مداح مؤرخوں کی کتب سے نقل کیے گئے ہیں — لیکن ان تمام حقائق سے قطع نظر غلام رسول "بے مہر" کا اپنا سینہ گزٹ" — وہابیوں کے لیے ہر تاریخی ماخذ کا باوا آدم بنا ہوا ہے، جس کا غیر شائع شدہ — دفینہ نمبر — اس کے اور اس کے ہم خیال افراد کے "سینہ پر کینہ" میں ممی کی طرح حنوط شدہ موجود ہے جس کی ایک خود ساختہ مختصر سی فہرست اپنی کتاب — "سید احمد شہید" — کے شروع میں بھی دے دی ہے اس طرح دن دھاڑے تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

" بھٹک گیا ہے کہاں قافلہ خدا جانے
کہ منزلوں پہ فقط گردِ کارواں پہنچی"

صلیب کی بھینٹ

مار کرتے تھے جو چھپ چھپ کے کمیں گاہوں سے
آئے نزدیک تو سب دوست ہمارے نکلے

حقیقت یہ ہے کہ اپنی خود کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اہلسنت کی رہنمائی کے واسطے وہابی دانشوروں نے بڑی آسانیاں فراہم کر دی ہیں ـــ سوچ اور فکر کی صحیح راہ متعین کرنے کے لئے ان کے اقراری بیانات اعتراف جرم کی حیثیت رکھتے ہیں ـــ چنانچہ مشہور متعصب وہابی مصنف مسعود عالم ندوی یہ کڑوا نوالہ نگل کر زہر کا گھونٹ پیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انگریز مؤرخ "ہنٹر" ایک جگہ لکھتا ہے کہ ـــ
بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مالکوں سے چھٹی لیکر جہاد کو جایا کرتے تھے۔"

(   )

جی ہاں ـــ جہاد کو جایا کرتے تھے ـــ مسلمانوں سے جہاد کرنے کے لئے ـــ صلیب کی بھینٹ چڑھنے کے لئے ـــ انگریزی پالیسی کے تراشیدہ جہاد نما فساد کی قربان گاہ کی زینت بننے کے لئے جبھی تو جہادیوں کی امدادی رقمیں غاصب ہندو مہاجنوں سے واگذار کرا کے ـــ "کمشنر دہلی" ـــ اور ـــ "ہائی کورٹ الہ آباد" ـــ کے فیصلوں کے عین مطابق "انگریز سرکار" ـــ اپنے خاص ذرائع سے سرحد بھیجنے کا انتظام فرمایا کرتی تھی۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیے "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۱۳۵-۱۳۶")

بھلا انگریز سرکار ایسا کیوں نہ کرتی؟ ـــ قربان کرنے سے پہلے اپنے جانوروں کو سبھی دانہ پانی دکھایا کرتے ہیں۔

چنانچہ برٹش گورنمنٹ کی انتظامیہ ـــ سول سروس ـــ

اور انگریز کارخانہ دار ـــــ تک، سب جانتے پہچانتے اور مانتے تھے کہ ـــــ مولوی اسمٰعیل غدار اور ان کا سید احمد شریر سردار مع اپنے تمام مریدانِ نابکار کے ساتھ ـــــ "برٹش سرکار" کے ناہنجار مشن کی تکمیل میں لگے ہوئے تھے۔ لہٰذا انگریز سرکار اور اس کے تمام اہلکار ان فسادیوں کی مدد کرنا اپنا فرض عین سمجھتے تھے۔

مسلم کش "پادری" اور انگریز کی مہمان نوازی

انتہا یہ ہے کہ ـــــ انگریزی حکام منزل بمنزل وہابی مجاہدین کی دعوت طعام کا اہتمام کرتے تھے ـــــ جی ہاں! اس سلسلے میں خود سید صاحب کے سگے بھانجے پھوٹ پڑے۔

"جب عشاء کی نماز ہو چکی اس وقت دیدبانوں نے عرض کی کہ کچھ مشعلیں ہماری طرف آرہی ہیں اسی گفتگو کے دوران کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار مختلف قسم کے کھانے لے کر کشتی کے قریب کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ:۔ پادری صاحب کہاں ہے، سید صاحب نے کشتی سے جواب دیا:۔ "میں یہاں موجود ہوں"۔ انگریز فوراً گھوڑے سے اترا اور (تعظیماً) اپنی ٹوپی سر سے اتار کر کشتی میں سید صاحب کے پاس حاضر ہوا مزاج پرسی کے بعد عرض کیا کہ ـــــ میں نے اپنے نوکروں کو قافلے کی اطلاع کے لئے متعین کر رکھا تھا آج خبر ملی کہ آپ مع قافلے کے اس طرف آرہے ہیں

______ یہ خوش خبری سنکر میں نے ماحضر

تیار کیا اور خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر تھانیسری ص۷۹)

سبحان اللہ! ______ مسلمان پادری اور انگریز کی "اسلام نوازی"

! کیا عجب تماشا تھا ______!

______ "کفر و اسلام" کا یہ کیسا خوبصورت سنگم تھا ______!

عیسائی سردار سر سے ٹوپی اتار کر مجاہدین کی تعظیم کے لئے جھکے ______

خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرے ______ لذت کام و دہن کے لئے

انہیں ماحضر پیش کرے ______ آج تک دشمنانِ اسلام کی طرف

سے اس حسنِ اخلاق کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے ______ مگر

تاریخ کی یہ تشنگی مشہور وہابی مؤرخ سید ابوالحسن ندوی نے دور کر دی چنانچہ

انگریز سرکار کی ایسی بہت سی لذیذ دعوتوں کی چٹ پٹی یادوں کو بڑے مزے

لے کر بیان کیا ہے چنانچہ "مسلمان پادری" کے "انگریزی کھانوں" کا

اگر آپ بھی چٹخارہ لینا چاہیں تو دیکھیں۔

(سیرت سید احمد شہید ص۲۱۷-۱۸)

لیکن یہ سوچ لیجئے کہ در اصل یہ سرحدی مسلمانوں کے خونِ ناحق کا معاوضہ

تھا بالفاظ دیگر یہ دستر خوان، مسلمانوں کے خونِ جگر اور لختِ جگر سے سجایا

گیا تھا ______! ______ کیا واقعی آپ اس قدر بھوکے ہیں کہ پیٹ کا جہنم بھرنے

کے لئے یہ حنظل زہر مار کریں گے؟ ______ بہر حال آپ پسند کریں یا

نہ کریں وہابی مجاہدین نے مزے لے کر یہ سب کچھ نوشِ جاں فرما لیا

اور ڈکار تک نہ لی ______ کھانے سے پہلے یہ تک نہ پوچھا کہ آخر اس حرام

طعام کا اہتمام کس نے کرایا ہے اور کیوں کرایا ہے ؟ ؛ ـــــــ اس انگریز حاکم کو مجاہدین کی آمد کی خوش خبری کس ایجنسی نے بہم پہنچائی ؟

ـــــــ اور پھر سید صاحب کے حضور حاضر ہو کر، ٹوپی اتار کر، سر جھکا کر، وہابی سردار کا شایانِ شان استقبال کرنے کی ترغیب کس نے دی ؟

ـــــــ وہابی مجاہدین کے قافلے کے پہنچنے سے پہلے پہلے ان کی خاطر تواضع کی ہدایات کہاں سے موصول ہوئیں ؟

ـــــــ سید صاحب کے ـــــــ " روحانی تصرفات " ـــــــ سے یہ کسی ـــــــ " اسلامی خبر رساں ایجنسی " ـــــــ کی کارکردگی تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ـــــــ " سید اینڈ کمپنی " ـــــــ تو سرے سے روحانیت ہی کی قائل نہ تھی ! اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ تو نری ـــــــ " انگریز کی جاسوسی مشین " ـــــــ کی کرشمہ سازی تھی کہ ـــــــ " وہابیہ کے غول بیابانی " ـــــــ کی خوراک رسانی کا منزل بمنزل شیطانی انتظام کیا جارہا تھا ـــــــ " کالے پادری " ـــــــ کی تن پروری کے لئے وہیں سے ـــــــ " ابلیسی احکامات " ـــــــ صادر ہو رہے تھے ـــــــ یقیناً یہ انگریز کی دعوت تھی کوئی قدرتی " من وسلویٰ " تو نہ تھا کہ یونہی آسمان سے نازل ہو گیا ! ـ

ماننا پڑے گا کہ در پردہ ایک ـــــــ " مسلم کش پادری " ـــــــ کے لئے ـــــــ " اسلام دشمن انگریز " ـــــــ کا یہ چڑھاوا تھا ! ـــــــ نصاریٰ کے ٹکڑوں سے پلنے والے ـــــــ " مسلم کش پادری کیا " ـــــــ اسلام کی نشاۃ ثانیہ " ـــــــ کرنے جارہے تھے ؟ ـــــــ

بھلا یہ کیسی ـــــــ " خلافتِ اسلامیہ " ـــــــ تھی جسکی بنیاد ـــــــ اسلام دشمن انگریزوں ـــــــ کی مدد سے رکھی جارہی

تھی؟ ــــ در اصل یہ تو نری "خلافت شیطانی"
ہی تھی جو ــــ "انگریز دشمن مسلمانوں"
سے جنگ کرنا سکھاتی ہے! ــــ جو مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
مختلف فرقوں میں بانٹتی ہے! ــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت و الفت کو دلوں سے مٹاتی ہے۔ اور آدمی کو اپنے بزرگوں
کے حق میں دلیر و گستاخ بناتی ہے! ــــ لیکن انگریز سرکار کا فرمانبردار
و جان نثار ہونے پر فخر کرنا سکھاتی ہے ــــ

ہندو راجہ کی مجاہد نوازی

"برٹش پالیٹکس کی فعال مشنری" ــــ کا یہ کارنامہ تھا کہ "دشمنان اسلام"
کی جانب سے ــــ "وہابی درندوں" ــــ کو راتب برابر ملتا رہا۔
چنانچہ:- "گوالیار میں مہاراجہ کی طرف سے مہانداری کا پورا
انتظام تھا ــــ کئی مرتبہ ہندو راؤ نے دعوتیں کیں۔
ایک دعوت کی تفصیل راویوں نے یوں بیان
کی ہے کہ ــــ مرہٹی کھانا بھی پکوایا
شیر مال ــــ پراٹھے ــــ پلاؤ ــــ متنجن
ــــ تلیہ ــــ فیرینی ــــ یاقوتی ــــ کباب
ــــ پسندے ــــ مرغ بریاں وغیرہ بھی
تیار کرائے بعض بلند پایہ ساتھیوں کے ہاتھ ہندو
راؤ نے خود دھلوائے۔
کھانے کے بعد جو پان پیش کئے وہ سب ورق طلاء
میں ملفوف تھے ــــ بہت سے تحائف خوانوں میں

لگا کر نذر کے لئے لائے گئے ان میں موتیوں کا

ایک بیش بہا ہار۔ اور دو چغے بھی تھے جن پر زری کا

نہایت عمدہ کام تھا"

دیکھا آپ نے؟ ——— "ہندو راؤ" نے بعض بلند پایہ مجاہدوں کے ہاتھ خود دھلوائے! ——— جی ہاں! ——— مجاہد تو خود اپنی زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھے تھے۔ بھلا ان کے ہاتھ مہاراجہ کیوں نہ دھلواتا!

——— وہ ہندو راؤ تھا کھلی آنکھوں دیکھ رہا تھا کہ "وہابی بکرے" ——— "صلیب کی بھینٹ" ——— چڑھنے جا رہے ہیں!

——— جس قدر ہو سکے انہیں چراؤ چگاؤ اس طرح انگریز کی خوشنودی حاصل کرکے ——— "ہندو چراگاہوں" ——— کو ——— "انگریز کے ٹڈی دل" ——— سے بچاؤ ——— اسی لئے ہندو راؤ نے ان ——— "چغدوں" ——— کو چغے پہنائے ——— "وہابی گلہ بانوں" ——— کے گلے میں موتیوں کے ہار ڈالے۔ ——— کیونکہ وہابی اپنے گلے میں انگریز کی غلامی کا لعنتی طوق ڈالے ہوئے تھے ہندو راؤ نے دیکھ لیا تھا! ——— اور خوب سمجھ لیا تھا! ——— ! ——— لیکن!

——— سیدھے سچے مسلمانوں کی سمجھ میں آج تک یہ بات نہ آسکی!

البتہ ہندو تو گھاگ ہوتا ہے اس نے جہاد سے پہلے ہی کرائے کے ٹٹوؤں کو بھانپ لیا تھا ——— اگر یہ محض الزام ہے تو پھر بتایئے کہ ان ٹکا گدھوں کو چرانے سے ہندوؤں کا اپنا بھی تو کوئی مقصد ہوگا ورنہ ہندو جیسی چالاک اور سود خور قوم اتنا کچھ خرچ کرے اور وہ بھی زوال پذیر مسلمانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ناممکن قطعی ناممکن!

بہر حال اگر غلام رسول مہر زندہ ہوتے تو ان سے یہ سوال کیا جا سکتا تھا کہ آخر ہندو راجا نے کس ــــــ "اسلام دوستی" ــــــ اور کون سی ــــــ "اسلامی جہاد" ــــــ کی خوشی میں اس خوانِ یغما کا ان کے بزرگوں کے لئے انتظام کیا تھا۔ "ہندو"، "کو" جہاد"، سے بھلا کیا نسبت! تاریخ کو مسخ کرنے والے بھلا اس کا کیا جواب دیں گے بہر حال

عیاں را چہ بیاں!

۵

بدھو کی عقلمندی

اسمٰعیلی لشکر کی راہ میں انگریزی سیاست کا یہ حسن انتظام دیکھ کر ہی ــــــ بدھ رام ــــــ جیسے "بدھو"، کو بھی عقل آگئی ــــــ اور یہ روایت عقل کے مارے غلام رسول مہر نے بیان کی۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"پشاور میں بدھ رام نام کا ایک مشہور سیٹھ تھا جہاد تھا وہ سید صاحب کی خدمت میں آیا تو نقد روپے کے علاوہ انگور۔ انار۔ پستہ۔ بادام۔ ناشپاتی اور بھی کی "ٹوکریاں اور تھیلے لایا"

(سید احمد شہید ص۶۵۲ از غلام رسول مہر)

ــــــ تاکہ اسمٰعیل کے لشکری پستے بادام کھائیں اور اپنی جان بنائیں! ــــــ آخر سرحدی پٹھانوں سے انہیں جہاد کرنا تھا اور پھر ان کی لڑکیوں سے زبردستی نکاح ثانی کا فریضہ بھی تو ادا کرنا تھا ــــــ اسی لیئے یہ سب ضیافتیں اور انگریزی پالیسی کی سوغاتیں تھیں!۔!

آپ کا غلام ہری رام

"ہری رام کشمیری دیہاں (غازی آباد میں) تحصیل دار تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ نیاز مندانہ حاضر ہوا ـــــــ

اور شیرینی کے علاوہ کچھ روپیہ بھی لطور نذر پیش کیا۔"

(سید احمد شہید ص۱۲۶)

کیوں نہ پیش کرتا! ـــــ آخر وہ انگریز سرکار کا ایک ذمہ دار تحصیلدار تھا ـــــ اپنی ذمہ داری کا اسے پورا پورا احساس تھا اور انگریز سرکار کی خوشنودی کا بھی پاس تھا! ـــــ!! اسی لئے "نیاز مندانہ" سید صاحب کے حضور حاضر ہوا۔

اس طرح جب ہندو اہلکار انگریز سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے تو پھر انگریزی چھاؤنی میں گوشت سپلائی کرنے والا مسلمان ٹھیکیدار بھلا کیوں پیچھے رہتا ـــــ چنانچہ:۔

"محمد تقی قصاب نے جو انگریزی فوجوں میں گوشت
کا بڑا ٹھیکیدار تھا ـــــ شیرینی پارچہ جات اور
نقد کے کئی کئی خوان نذر پیش کیئے"

(سید احمد شہید ص۱۹۲)

انگریزی فوجوں میں گوشت کا ٹھیکیدار یہ گرانقدر نذر سید صاحب کو بھلا کیوں نہ پیش کرتا آخر ٹھیکیدار ٹھیکیدار کو پہچان گیا وہ جان گیا کہ انگریزوں سے سید صاحب نے خونِ مسلم بہانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے!

چنانچہ یہ سب کچھ خون مسلم ہی کا معاوضہ تھا جو ادا کیا جا رہا تھا!۔

پیری مریدی کا ڈھونگ

*

سرحد میں ہڑبونگ

زباں پہ حرفِ خلوص اور دل میں زہرِ نفاق
یہ دوستی ہے تو پھر اور دشمنی کیا ہے

مشہور بات ہے کہ سرحد میں خوش عقیدہ سُنّی مسلمان رہتے ہیں جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں ـــــ اس نسبت سے سادات کرام اور پیرانِ عظام کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں۔

اسی امید میں ہر موجِ ہوا کو چوما!
چھو کے شاید میرے پیاروں کی قبا آئی ہے

پٹھانوں کی شاید اسی خوش عقیدگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزی گماشتوں نے بڑی عیاری سے کام لیا ـــــ اور پیری مریدی کا جال پھیلایا ـــــ چنانچہ سید احمد نے بڑی مکاری سے خود تو ـــــ ”پیر و مرشد“ کا روپ دھارا ـــــ مولوی اسمٰعیل اور دیگر حواریوں کو ـــــ اپنا ـــــ ”مرید“ ـــــ کہلانے کا سوانگ رچایا ـــــ اس طرح انگریزی پالیسی کے تحت ـــــ ”وہابی گرو گھنٹال“ ـــــ پیری مریدی کا یہ چکر چلاتے ہوئے سرحد میں داخل ہو گئے ـــــ!

حالانکہ وہابی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک کو اپنا پیر و مرشد نہیں مانتے ـــــ بلکہ محض اپنا جیسا ـــــ ”بشر“ ـــــ جانتے ہیں ـــــ بہت سے بہت اپنا ”بڑا بھائی“ ـــــ گردانتے ہیں ـــــ اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ـــــ حضور مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے (اگر یقین نہ آئے تو دیکھئے خود اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان ص ۴۳)

"ہمارے ہاتھ کا عصا ——— محمد ——— سے بہتر ہے کہ اس سے کتے بلے کو تو مار سکتے ہیں ——— لیکن حضور تو مر گئے اب ان سے کوئی فیض نہیں ———!"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے الدرر سنیۃ + شہاب ثاقب)

وہابیوں میں بدعقیدگی کا جہاں یہ عالم ہو وہاں پیر و مرشد کی روحانی عظمت اور فیض رسانی کا بھلا کون قائل ہوگا ——— یہ تو سب انگریزی پالیسی کا چکر تھا جس نے سب کو چکرم بنا دیا تھا۔

بہر حال یہ جادو خوب چلا۔

چنانچہ اس سلسلے میں تاریخ ہزارہ بتاتی ہے۔ کہ :۔

"۱۲۴۲ھ میں قندھار اور پشاور کی طرف سے علاقہ یوسف زئی میں آئے اور تور ڈھیر میں ڈیرہ ہوا ...... اس وقت اس ملک میں ان کی شہرت یہ ہوئی کہ خلیفہ سید احمد ایک شخص عرب سے آیا ہے اور خرق عادت عجائب اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور ...... اکثر لوگ اسی روز اور کچھ لوگ دوسرے تیسرے روز آکر اس سے مرید ہوئے اور کسی نے کوئی عجائب چیز خرق عادت کی ان سے نہ چاہی۔ گویا اس کی شکل ہی کو خرق عادت تصور کر لیا ——— اور ایک ہفتہ کے اندر ہی تمام لوگ جاہل، عالم، غنی فقیر سب مرید ہو گئے۔ اس وقت اخوند صاحب

سوات والا اور ملاں کوٹھ والے بھی مرید
ہوئے (تواریخ ہزارہ تالیف محمد اعظم
بیگ مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء جلد دوم ص ۲۲-۲۳)

بہار آتے ہی خوش ہو چلے تھے دیوانے
یہ نامراد ہواؤں کا رخ نہ پہچانے

سیّد صاحب کی امارت کا قیام

"تم سادہ مزاجی سے مٹے پھرتے ہو جس پر
وہ شخص تو دنیا میں کسی کا بھی نہیں ہے"

منافقت کا یہ رنگ بھی چشمِ فلک نے دیکھا کہ تقیہ باز سیّد احمد اینڈ کمپنی نے پٹھانوں کی سادگی اور خوش عقیدگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں بھی بڑے زور و شور سے سکھوں کے خلاف جہاد کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ —— پٹھان تو تھے ہی سکھوں کے کٹر دشمن —— نعرۂ جہاد سُن کر آمنا صدقنا کہتے ہوئے سیّد صاحب کی طرف لپکے اور سکھوں سے جہاد کے نام پر ان کی بیعت کرنے لگے۔ اس طرح سیّد صاحب از خود —— "امیر المؤمنین" —— بن گئے ——!
ان سیدھے سادے مسلمانوں کو بھلا کیا معلوم تھا کہ —— یہ سنہرے دعوے اور خوش نما نعرے لگانے والے اندر سے دراصل —— "کٹر وہابی" —— ہیں۔ اور انگریزوں کی مدد سے اس علاقے

ہیں ——— "ریاست وہابیہ" ——— قائم کرنے آئے ہیں ——

ہ "اتنا تو دل فریب نہ تھا دامِ زندگی
لے آئے اعتبار کے سانچے میں ڈھال کر"

سرحدی مسلمانوں نے ان نوواردوں کو پکا سچا مسلمان جاکر ان پر کامل اعتماد کرلیا۔ چنانچہ اس طرح جذبۂ جہاد سے سرشار ہوکر انھوں نے متفقہ طور پر سید صاحب کو اپنا ——— "امیر مطلق" ——— بنالیا ——— !

(مزید تفصیلات کے لیۓ دیکھیے "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" از مولوی عبید اللہ سندھی)

ہ "اک والہانہ شوق سے بڑھتے چلے گئے
ہم امتیاز ساحل وطوفاں نہ کر سکے"

اس بڑھی چڑھی ہوئی کامیابی نے "امیر مطلق" کو "مطلق العنان" بنادیا چنانچہ آپے سے باہر ہوکر ——— اس نے درویشی و مسکینی کا مصنوعی لبادہ اتار پھینکا اور رنگے وہابی کی صورت میں پبلک کے سامنے آگئے اور کھل کر وہابی عقائد کی کیچڑ اچھالنے لگے۔ آخر ان کا یہ "سڑی پن" اس قدر تجاوز کرگیا کہ ہر جگہ سرحد میں وہابیت کی نجاست بکھرنے لگی ——— کھلے عام بزرگانِ دین کی توہین وتضحیک کرنے لگے ! اولیائے کرام کو ملحد ومشرک ٹھہرانے لگے !! اکابر اہل سنت کے نورانی مینار گرانے لگے !!!

ہ "کس کو معلوم تھا کہ عہد وفا
اس قدر جلد ٹوٹ جائے گا"

چنانچہ: جب اختلاف مذاہب میں بحث شروع ہوگئی تو حضرت

امام اعظم ابو حنیفہ سے لے کر جس قدر امام اور اولیاء

اللہ خانہ ان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ

وغیرہ میں گذرے ہیں ان کو ملحد اور مشرک اور بدعتی

"آمین باالجہر" کی طرح پکار کر کہنا شروع کر دیا۔"

(فریاد مسلمین صـ ۱۱۳ از منشی محمد حسین محمود مطبع ریاض ہند امرتسر)

"پرانی شاخوں کے سائے بھی بوجھ کہلائے

شجر گرے نہیں تو کاٹ کر گرائے گئے"

انتہا یہ کہ بے لگام ہو کر اپنی خود سر فرعونیت کا ثبوت دیتے ہوئے

عشر کی آمدنی کو شرعی طریقے پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی دھا بیانہ صف

بندی پر بے دریغ خرچ کرنے لگے ۔

کسے خبر تھی ہمیں راہبر ہی لوٹیں گے

بڑے خلوص سے ہم کارواں کیساتھ رہے

اور ساتھ ہی ساتھ مجبور کرنے لگے کہ :-

"سب لوگ حقیقی معنی میں مسلمان بن جائیں ——

اسی صورت میں اطاعتِ امام کی حقیقت سے آگاہ

ہو سکتے ہیں —— اسی صورت میں بدعات منکرات

اور معصیت سے پاک ہو کر خدا در سول اور اولی الامر

کی فرمانبرداری کا حق ادا کر سکتے ہیں۔"

(حقائق بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی)

لو بھئی! سکھوں سے جہاد کرنا تو بھول گئے —— یہاں —— سرحدی

مسلمانوں کو —— حقیقی معنی میں مسلمان —— بنانے کا فریضہ پورا

شمشیر ادا فرمانے لگے ــــ اس طرح وہابیت کا خون آشام دور شروع ہوا۔

وہ لوگ جن کی رفاقت پہ ناز تھا ہم کو
وہ لوگ ایک قدم بھی تو ساتھ دے نہ سکے

آخر کار عوام میں وہابی مجاہدین کے خلاف نفرت و حقارت اور طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلنا لازمی تھیں چنانچہ لوگ سوچنے لگے :۔

"شاید یہ انگریزوں کے مشورے سے واسطے
فتح اس ملک کے آیا ہے ــــ جہاد کا نام
فرضی مقرر کیا ہے۔"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے، تواریخ ہزارہ ص۲۳ تا ۲۵)

سیّد صاحب کی خلافت و امامت کا اعلان

سیّد صاحب نے لوگوں کو جب برگشتہ ہوتے دیکھا تو اپنے ہمزادوں سے صلاح مشورہ کیا جو کچھ طے پایا اس کے مطابق آخری پانسہ پھینکا! چنانچہ خود کو ــــ " امام برحق ــــ مامور من اللہ" ــــ اور " مہدی زماں" ہونے کا دعویٰ ٹھونک دیا!

شوقِ بزمِ احمدؐ، ذوقِ شہادت ہے مجھے
جلد مومن لے پہنچ اس عہد و دوراں تک

اس نعرہ کو انہوں نے اپنے آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا اس

لئے اسے تسلیم کرنا اور نہ کرنا ——— اسلام اور کفر قرار دے دیا یعنی
سیّد صاحب کو جو نہ مانے وہ کھلا کافر اور قابل قتل۔ ؎

"اپنے تیور تو سنبھالو کہ کوئی یہ نہ کہے
دل بدلتے ہیں تو چہرے بھی بدل جاتے ہیں"

واقعی اس طرح دل کی سیاہی مکروہ چہرے پر ابھر آئی ——— !

چنانچہ نادر شاہی اعلان ہوا کہ :۔

"میرے ساتھی جنہوں نے اس منصب کا اقرار کیا ہے عزت اور وجاہت کے منصب پائیں گے اور مخالفین جنہوں نے میرے اس منصب کا انکار کیا ہے ہلاکت اور ذلت میں ڈالے جائیں گے۔ میرے مخالف کا ساتھی بلاشبہ کفار و منافقین اور یزید شقی کے ٹولے سے ہے۔" (مکاتیب سید احمد شہید مرتبہ مولانا غلام حسین ساہووالہ ضلع سیالکوٹ لاہور ۱۹۰۵ء ورق ۷۴، ۷۵، ۱۰۸)

؎ جن پتھر دل کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

بہرحال سیّد احمد بریلوی نے جو یہ مصرعہ طرح دیا تو ان کے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی نے گرہ لگائی :۔

"جو شخص آں جناب کی امامت ابتداء ہی سے قبول نہ کرے ——— یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرے وہ ایسا باغی ہے کہ ——— اس کا خون بہانا حلال ہے ——— اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل

کی طرح عین جہاد ہے ـــــ کیوں کہ احادیث
متواترہ کے حکم سے ـــــ ایسے لوگ کتے کی چال
چلنے والے ملعونین اشرار ہیں ـــــ اعتراضات
کرنے والے کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے"
(مکتوبات سید احمد شہید ۱۲۹ مکتوبات ۳۱)

۵ رعنائیاں چمن کی تو پہلے بھی کم نہ تھیں
اب کے مگر سجائی گئی شاخِ دار بھی

الامان والحفیظ! ـــــ اس ایک بیان سے خونخوار وہابی کی خوفناک تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

ذرا ان لفظوں کی سختی، درشتی اور کرختگی تو ملاحظہ فرمائیے ـــــ جو حضرت کی امامت کے منکرین کے لئے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف کی جانب سے استعمال کئے گئے تھے کہ ـــــ ایسے لوگ کتے کی چال چلنے والے ملعونین اشرار ہیں" ـــــ "ان کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے" ـــــ معلوم نہیں کہ ظالم نے کن ـــ احادیث متواترہ" سے یہ سب کچھ جائز قرار دے دیا۔ ـــــ حوالہ تو ایک حدیث کا بھی نہ دیا ـــــ بس معترض کا علاج تلوار کی مار تجویز کیا۔ یہ سب کچھ بالکل اسی طرح سے ہوا جس طرح اس سے پہلے ان کے پیش رو ابن عبدالوہاب نجدی نے سرزمین عرب میں اپنی تلوار لہرا کر اعلان کیا تھا کہ:۔

"انی ادعوکم الی الدین وجمیع ماھر تحت السبع الطباق مشرک علی الاطلاق ومن قتل مشرکا فلہ الجنۃ"

ترجمہ: میں تمہیں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ہفت آسمان

کے نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا اس
کے لئے جنت ہے)

بس پھر کیا تھا:-

"اس عقیدہ کی وجہ سے وہابیوں نے ——
اہلسنت —— اور ان کے علماء کا قتل مباح کیا ہے"

(فقہ حنفیہ کی بنیادی کتاب —— "ردالمحتار" —— کے حاشیہ درمختار
—— میں عالم اسلام کے متبحر عالم علامہ شامی کا بیان)

بالکل اسی طرح اسمٰعیل دہلوی نے —— سید احمد —— کو ——
امام برحق "مامور من اللہ" —— ٹھہرا کر ان کی امامت کے منکر
کو "واجب القتل" قرار دے دیا —— کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس
طرح انہوں نے —— "رافضیوں" —— کے مسلک کو لیا یا "خارجیوں" کا
طریقۂ کار اپنایا —— کیوں کہ —— امامت —— کا مسئلہ تو ——
"رافضیوں" —— کا ہے —— اور —— گناہ کبیرہ —— کے مرتکب کا
خون بہانا "خارجیوں" کا مسلک ہے۔! اہلسنت ان دونوں فتنوں سے بری
الذمہ ہیں۔ چنانچہ اہل سنت وجماعت نے نہ کبھی "امامت" کا مسئلہ کھڑا کیا
اور نہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو واجب القتل قرار دیا۔ بلکہ اہل سنت کا ایمان
ہے کہ —— اسلام میں کسی قسم کے دعویٰ کو چاہے وہ ولی، مجدد، مجتہد
یا مہدی ہونے کا ہو اگر اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا جائے کہ اس دعویٰ
کو تسلیم کرنے والا —— "مسلمان" —— اور تسلیم نہ کرنے والا
"کافر ہوگا" —— تو ایسا کرنے والا اسلام کے نزدیک
خود کافر ہو جاتا ہے۔ مگر

مقاماتِ فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقشِ قدم دیکھتے ہیں

وہابی درندے اور سرحدی بھیڑیے

غرضکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے پہلے تو سیّد احمد کو پٹھانوں میں بکمال عیاری پیرومرشد کی حیثیت سے متعارف کرایا ـــــ پھر "امیر المومنین" ـــــ قرار دے کر جہاد کے نام پر پٹھانوں سے ان کی بیعت لی ـــــ اس طریقہ سے بھی ہوس اقتدار نہ بجھی تو پھر سید صاحب کو ـــــ "مامور من اللہ" ـــــ قرار دے کر تمام مسلمانوں کا ـــــ "امام برحق" بناڈالا۔ اور غضب یہ کیا کہ ان خرافات پر ایمان نہ لانے والوں کے حق میں فتوٰۂ قتل جڑ دیا۔

وہابی لشکرِ جرّار کے کمانڈر انچیف مولوی اسمٰعیل کا یہ نادر شاہی اعلان عام ہوتا تھا کہ ـــــ مسلم آبادیوں پر خونخوار وہابی درندے ٹوٹ پڑے ـــــ ہر طرف سنّیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ ـــــ ہائے افسوس!

تم نے تو یہ کہا تھا اجالا کرینگے ہم
تم نے تو سب چراغ گھروں کے بجھا دیئے

سکّھوں سے جہاد کا چکّر ـــــ سرحد کے سُنّی مسلمانوں سے ٹکّر

یہ کس کافر نے لی انگڑائیاں صحن گلستاں میں
قیامت چھپتی پھرتی ہے گلوں کے چاک داماں میں

مختصر یہ کہ ۷ ارجنوری ۱۸۲۶ء کو مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر ومرشد سید احمد رائے بریلی اور مجاہدین کے لشکر جرار کے ساتھ ـــــ گوالیار اجمیر، سندھ، بلوچستان، قندھار، غزنی، کابل، چارباغ، جلال آباد، اور پشاور ہوتے ہوئے علاقہ "ہشت نگر" پہنچے تھے۔ جہاں سیّد صاحب کے "مامور من اللہ" ـــــ "امام برحق" ـــــ ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ بس یہیں سے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ کیا تماشہ ہے کہ ـــــ سکھوں کے سارے مرکزی مقامات ـــــ امرت سر اور لاہور وغیرہ کو چھوڑ کر، بلکہ پورے پنجاب کو نظرانداز کر کے ـــــ صوبہ سرحد ـــــ جاکر جہاد کا فریضہ ادا کیا جو "صحیح العقیدہ سُنّی حنفی" مسلمانوں کا گڑھ ہے ـــــ جہاں کے پٹھان کٹر مسلمان ہوتے ہیں۔ اور فرنگیوں کے ازلی دشمن ہیں ـــــ کیا غضب ہے کہ یہ وہابی جلّاد انہیں سادہ لوح مسلمانوں سے جا ٹکرائے ـــــ راستے بھر نہ انہیں کوئی ہندو ملا، نہ انگریز نظر آئے اور نہ ہی یہیں وہ سکھوں کے مقابل آئے !!!

تم آسمان کی بیٹی ہو اے سمن پیکر

مری زمین پہ کس مصلحت سے آئی ہو؟

اگر وہ سچے مجاہد تھے تو ـــــ سکھوں کا قریبی مرکز "امرت سر" تو سامنے ہی تھا ـــــ یہیں جہاد کا فریضہ ادا فرما لیا ہوتا ـــــ مگر لطف کی بات یہ ہے کہ مجاہدین کے لشکر کی راہ میں تو اتنا بڑا صوبہ پنجاب بھی حائل نہ ہوا جہاں سکھوں کی باقاعدہ حکومت قائم تھی مگر وہابیوں کی عیاری کہ بکمال ہوشیاری سکھوں کے معروف مرکزی مقامات کا باہر ہی باہر

چکر لگایا طواف فرمایا آخر کار سرحد میں آکر "صحیح العقیدہ" سُنّی مسلمانوں پر اپنی تیغوں کو آزمایا۔ ——— ! واقعی اس طرح فریضۂ جہاد ادا کرنے کے لئے انہوں نے "صحیح مقام" اور "صحیح لوگوں" کا انتخاب فرمایا۔ بھلا ایسا کیوں نہ کرتے کہ اس طرح وہابیوں کو انگریزوں کی وفاداری اور ہندوؤں کی خدمت گذاری کا بھی تو کچھ حق ادا کرنا تھا ——— !

"نظر کے سامنے ہیں گلشنِ عالم کی تاریکیں
وہیں بجلی گری ہے جس گلستاں پر بہار آئی"

وہابی مجاہدوں سے سرحدی سُنّیوں

کی

اعتقادی جنگ

تجھ سے میں کس طرح اظہار عقیدت کرتا
لفظ سُوجھے تو معانی نے بغاوت کردی

سرسیدؒ احمد خاں نے " وہابیوں کے مسائل کو اچھا نہ سمجھنے" کے جواز میں، ـــــ سُنی المذہب ـــــ حنفی پٹھانوں کے عقیدے کی پختگی" کا جو اعلان کیا تھا آپ کی نظر سے پہلے ہی گذر چکا ہے۔ اب اعتقادی اختلاف میں علمائے اہلسنت کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے شیخ محمد اکرم اعتراف کرتے ہیں :۔

"بعض "مخلص" قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریق بلکہ "عقائد" بھی کھٹکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ سرداران پشاور اور "علما" کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو گیا ـــــ مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دئے گئے"۔

ایسا نہ ہو کہ درد بنے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

(موج کوثر صـ ۳۲)

مؤرخ دیوبند کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مجاہدین کے واجب القتل ہونے کے فتوے ـــــ اعتقادی اختلاف ـــــ کی بنا پر دئے گئے تھے ـــــ آخر ـــــ "مخلص اور قدیم الخیال ہستیوں" ـــــ کو نام نہاد مجاہدوں کے عقائد کیوں کھٹکے؟ ضرور یہ کچھ گڑبڑ گھٹالا اور دال میں کالا تھا ـــــ یہ تو کچھ زیادہ ہی سنگین نوعیت کا معاملہ تھا ـــــ! ورنہ "واجب القتل" ہونے کا فتویٰ بڑی اہمیت رکھتا ہے ـــــ اور اسے

آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے
سرحدی علمائے کرام میں مجاہدین کی مخالفت کا مرکزی کردار حضرت شیخ
عبدالغفور اخوند سواتی نے ادا کیا:۔

"اخوند صاحب سوات کے بہت بڑے پیر
اور ملا تھے۔ حضرت سید احمد بریلوی کے حلقۂ ارادت
میں داخل ہو گئے تھے لیکن جب ان کے خلاف وہابیت
کا الزام لگایا گیا تو یہ نہ صرف ان سے علیحدہ ہو گئے
بلکہ عام روایت کے مطابق ان کی مخالفت میں سکھوں
اور پٹھانوں سے مل گئے۔" (مولوی محمد علی قصوری
—— مشاہدات کابل و یاغستان ص۷۶)

یعنی اخوند صاحب نے وہابیت کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے
اتحاد کر لیا تھا حالانکہ وہ ابتداء میں سیّد صاحب سے وابستہ تھے لیکن جب
بہ سربستہ راز کھلا اور قصہ وہابیت کا چھڑا تو اخوند صاحب نہ صرف الگ
ہوئے بلکہ پرزور مخالفت کی غرضکہ آپ کی مخالفت کی وجہ سے مریدین، علماء
خوانین اور عوام بھی کھل کر وہابیت کے مقابل آ گئے۔ ؎

بے ثمر پیڑوں کو چومیں گے صبا کے سبز لب
دیکھ لینا یہ خزاں بے دست و پا رہ جائیگی

چنانچہ ایک پکے مسلمان خادی خان سے سیّد صاحب نے جو "جہاد" کیا تھا
اس کی کڑی بھی "اخوند صاحب" سے ملتی ہے:۔

"خادی خان شہید حضرت مولانا اخوند عبدالغفور
قدس سرہ کے مخلص مرید تھے"۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت از عبدالحکیم شرف قادری ص۲۴۶)

خود مورخ دیوبند بھی اعتراف کرتا ہے:۔

"زہد و ریاضت کی وجہ سے خادی خان کو بھی اخوند عبدالغفور کے ساتھ عقیدت تھی"۔

(سید احمد شہید — از غلام رسول مہر — ص۴۸۶)

چنانچہ خادی خان نے وہابی مجاہدین سے جنگ کی اور اس معرکہ میں اپنی جان مسلک اہل سنت کی بقا کے لئے قربان کر دی۔

قفس ہے دام ہے بھڑکی ہوئی ہے آتش گل بھی
اسی ماحول میں اندازہ پرواز ہوتا ہے

اسی طرح پٹھانوں کے دوسرے مشہور و معروف سردار سلطان محمد خان کی جب وہابی مجاہدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیانہ اعتقادی اختلاف کو دو ٹوک لفظوں میں یوں بیان کیا:۔

"جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں۔ تم لوگوں کا — عقیدہ برا — اور — نیت فاسدہ — ہے۔ بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو — دل میں امارت کی ہوس ہے"۔

(سید احمد شہید۔ از غلام رسول مہر ص۶۱۴)

پس ثابت ہوا کہ سرحدی مسلمان وہابی مجاہدین کی مخالفت ان کی اعتقادی جدت اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے کی جرأت کی وجہ سے کرتے تھے۔ اسمٰعیل دہلوی کی سرحدی مسلمانوں سے اعتقادی جنگ تھی — سرحد کے علماء اور عوام اسمٰعیلی جہاد اور مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے شدید

متنفر تھے۔ بالفرض محال اگر سید احمد اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس طرح ہندوستان و پاکستان ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام کے مسلمانوں کی اکثریت کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب القتل ٹھہرانا پڑے گا لیکن ـــــ آج کی دنیا میں کوئی ہوشمند تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ـــــ اور نہ ہی کوئی "قدیم الخیال" مسلمان ایسی جسارت کرسکتا ہے جس کے سامنے پہلے ہی سے یہ قانون شریعت موجود ہے کہ :-

"چاروں برحق اماموں کا زمانہ قرون ثلاثہ رہا ہے جس کی خیریت اور خوبی کی خبر سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ـــــ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عطا کی ـــــ بارہ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان ان کی پیروی کر رہے ہیں ـــــ اس عرصہ میں ہزار ہا علماء اسلام اُن حضرات کے بیان کردہ ہر ہر مسئلے کو بار بار پرکھ چکے ہیں۔ اور اس پر مہر تصدیق لگا چکے ہیں ـــــ ان حضرات کو چھوڑنا اور آٹھویں یا بارھویں صدی کے کسی فرد کو اپنا امام و مقتدا بنانا ـــــ کہاں کی دانشمندی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ "سواد اعظم" کا ساتھ دو ـــــ بلکہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے :-

ـــــ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی"

(زید ابوالحسن فاروقی، مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ دہلی ۱۹۸۴ء، ص ۶)

لیکن وہابیہ کے نزدیک :- ؎

" ان انگلیوں کو چومنا بھی بدعت میں شمار ہو
وہ جن سے خاک پہ نمو کی آیتیں لکھی گئیں"

مُسلم کش جہاد میں ہندوؤں کی مُعاونت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا تھا:

"یقتلون اھل الاسلام یدعون اھل الاوثان"

"وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مشرکوں کو چھوڑیں گے"

(صحیح بخاری بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ عرب میں خارجیوں نے نجدیوں اور وہابیوں نے "بت پرستوں" کو نظر انداز کر کے ـــــ "اہل اسلام" ـــــ کو قتل کیا ـــــ مگر "ہندی وہابیوں" نے اس سے بھی پانچ جوتے آگے بڑھ کر قدم رکھا ـــــ یعنی خون مسلم بہانے کے لئے ـــــ کافروں، مشرکوں اور بت پرستوں سے مدد لی۔

جی ہاں یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ:-

"مولوی اسمٰعیل دہلوی کا پرسنل سیکرٹری منشی "ہیرا لعل" تھا۔ اور ایک ہندو سپاہی ـــــ "راجہ رام" ان کا معتمد خاص تھا ـــــ جو توپ خانہ کا انچارج ہوا ـــــ اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ (مسلمان پٹھان) دُرّانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے"۔

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے ـــــ حیات طیبہ صفحہ ۴۷-۴۳)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ـــــ "ہیرا لعل" ـــــ اور راجہ رام ـــــ جیسے کافر و مشرک، دشمنان اسلام ہندو، جس کے سیکرٹری

اور معتمد خاص تھے وہ کافر نواز مجاہد، بھلا کس کے خلاف جہاد کرنے
چلا تھا ـــــــــ ؟

توپ خانہ کے انچارج ـــــ راجہ رام ـــــ نے بھلا اس
بھرتی سے کس کے خلاف گولہ اندازی کی ـــــــ ؟؟

شاید اسمٰعیل دہلوی صاحب درانیوں ہی کو سکھ سمجھ بیٹھے تھے ـــ
نیز "ہیرا لعل" اور راجہ رام، کو سید صاحب پکا سچا مومن مسلمان تصور
کرتے تھے! ـــــــ

اے آسمان ٹوٹ پڑ ـــــــ اے زمین پھٹ جا ـــــ!
کہ اسلامی جہاد کے نام پر مسلمانوں کا ایسا قتلِ عام تو کبھی نہ ہوا تھا
!! ـــــ تاریخ آج تک ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے ـــــ
اس خباثت کا کوئی جواب نہیں ـــــــ! دوسری بات یہ ہے کہ
اگر سکھوں سے جہاد کرنا مقصود تھا تو پنجاب کا رخ کیا ہوتا ـــــ
بھلا سرحد میں یہ درندے کیوں در آئے ؟ ـــــــ
صرف اور صرف غیور مسلم پٹھانوں کے خون ناحق سے اپنی تلواروں کی
پیاس بجھانے کے لئے ـــــــ اور وہ بھی ہندو سپاہیوں اور
مہاجنوں کی پشت پناہی کے ساتھ ـــــــ!! اجی ہاں! ـــــ اس
انتظام اور تیاری کے ساتھ کہ ان مسلم کش سورما مجاہدین تک ـــــــ
"ترسیل زر" ـــــ کا سارا انتظام ہی ہندو بنیا گیری کے بل بوتے پر چل
رہا تھا ـــــــ!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے مبارک محاسن تھے
جنہیں ظاہر کر کے ہندو مہاجنوں کی ہمدردیاں حاصل کی گئی تھیں جبکہ

ہندوؤں کو ــــــ "سکھا شاہی" ــــــ سے تو کچھ پرخاش بھی نہ تھی۔!!؟
پھر بھلا کافر مہاجنوں نے اس ــــــ "جہاد اسلام" ــــــ میں
سید صاحب کی معیشت بحال رکھنے کا بیڑا کیوں اٹھایا ــــــ؟؟؟
جسے آخر آخر وقت تک بڑی خوش اسلوبی سے بنھایا ــــــ!!!
تاریخ کے مسخ کرنے والوں سے یہ تاریخ ہی کے محیر العقول سوالات
ہیں جو آج تک تشنۂ جواب ہیں۔[1]
لیجئے خود وہابی محقق و مؤرخ سے اس کی تفصیل سنئے :۔

"یہ دونوں کام "ترسیل زر" کی زنجیر کی مضبوط کڑیاں
تھے اور یہ امر قابل توجہ ہے ــــــ "ہندو مہاجنوں"
کے ذریعہ یہ انتظامات ہوئے تھے ــــــ۔
پٹنہ کے رام کشن، نیخ چند، اور منوہر داس ــــــ
دہلی کے جگن ناتھ اور مکوند لال ــــــ بنارس

حاشیہ ۱:۔ مولینا غلام رسول مہر وہابیہ کے مایۂ ناز مؤرخ سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بڑی عیاری سے تاریخ کو غلط رنگ دیتے ہوئے ہزاروں صفحے رنگ ڈالے مگر ان سوالات کا جواب مہیا نہ کر سکے اس ــــــ مولینا کی تاریخ نویسی کا یہ گھناؤنا پہلو بھی سامنے آیا کہ اس زمانے کی سب سے زیادہ مستند ــــــ تاریخ تناولیاں ــــــ سے مجرمانہ اغماض برتا ــــــ باوجود یاد دہانی کے اسے نظر انداز کیا۔ اور عذر یہ پیش کیا کہ عنقا ہے حالانکہ مرنے کے بعد مولینا مہر کے کتب خانے سے یہ تاریخ برآمد ہوئی اور آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے ــــــ
(مقدمہ تاریخ تناولیان)

کے لالہ چند کرم سنگھ، ساحت رائے اور شیو بخش

اور منورا ـــــــ سرحد کے سنبو اور موتی کے

نام موجود ہیں ـــــــ بڑے سے ایک لاکھ کی رقم صرف

ایک مہاجن منوہر رام کی معرفت بھیجی گئی تھی "

("ہندوستان میں وہابی تحریک" ـ از ڈاکٹر قیام الدین احمد ص۱۹۱)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ـــــــ اگر یہ جہاد اسلامی تھا تو اس اہم جوئی

میں ہندوؤں سے کیوں مدد مانگی گئی ؟ ـــــــ اور بت پرستوں کو اسلامی

لشکر کے بڑے بڑے عہدوں پر کیوں فائز کیا گیا ـــــــ ؟؟ مولوی

حسین احمد مدنی اس کا جواب دیتے ہیں :۔

"سید صاحب کا ہندو ریاستوں کی مدد اور شرکت

جنگ کی دعوت دینا ـــــــ اور اپنے توپ

خانے کا افسر اعلیٰ راجہ رام راجپوت کو مقرر کرنا خود

اس کی دلیل ہے کہ ـــــــ آپ ہندوؤں کو اپنا

محکوم نہیں بلکہ شریکِ حکومت بنانا چاہتے تھے۔

(حسین احمد مدنی نقش حیات ج: ۲ مطبوعہ کراچی ص۴۲۲)

دیکھا آپ نے ؟ ـــــــ

" خود آج اپنے دام میں صیاد آگیا "

ـــــــ سید صاحب کے شریک حکومت ہندو

اور اس کے لئے جہاد کیا گیا مسلمانوں سے ؛ مسلمانوں ! ـــــــ للہ ذرا

سوچو تو سہی کہ یہ کس قسم کا جہاد تھا ـــــــ یہ تو سراسر فساد تھا۔ ـــــــ

حسین احمد مدنی کا بیان آپ کے سامنے ہے تو پھر اگر یہ جہاد ہندوؤں

اور وہابیوں کی منزل کہ حکومت قائم کرنے ہی کے لئے تھا ——— تو بھلا پھر "اسلام" بیچارے کو بیچ میں کیوں رگید اگیا ——— ؟ ———

ذرا سوچو تو سہی کہ اس کے بعد سید صاحب کے ——— "اسلامی حکومت" ——— قائم کرنے کے دعوے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ؟

اور اس کے حصول کے لئے اپنی ——— "امامت وخلافت" ——— کا جو چکر چلایا ——— اسے سوائے "فراڈ" کے اور کیا کہا جائے گا ——— ؟

غرض کہ اس نام نہاد جہاد کے سلسلے میں ایسی متضاد باتیں سامنے آتی ہیں جنہیں پڑھ کر اچھے خاصے مسلمان کو وحشت ہونے لگتی ہے کہ بھلا یہ کیسا جہاد تھا جو انگریزوں کی پشت پناہی سے اور ہندوؤں کی امداد کے سہارے چل رہا تھا لیکن آج کے دور کا المیہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہی فروغ پا رہا ہے اسی فریب کے تحت آج کے اسکولوں کالجوں اور کلیات وجامعات کے نصاب اسی "فراڈ" کے مطابق مدون ہوئے ہیں جو نئی نسل کو گمراہ کر رہے ہیں ——— اس تلخ حقیقت کو سب سے پہلے مشہور مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے محسوس کیا اور ایک اجلاس میں برملا اعتراف کیا :-

"اب تک جو تاریخ لکھی گئی ہے وہ سب یکطرفہ ہے"

ان کی مراد پاک وہند کی اس تاریخ سے تھی جو سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی اور بعض دیگر علماء کے حوالے سے لکھی گئی۔

میں تو چپ تھا مگر اب موج صبا کے ہاتھوں
پھیلی جاتی ہے ترے حسن کی خوشبو ہر سو

شیعوں سے پیار

ہندوؤں سے تو ان وہابی مجاہدین کی ملی بھگت کا احوال تو پڑھ لیا اب ذرا آپ ان کی ــــــ شیعوں ــــــ کے ساتھ عقیدت مندی کی داستان بھی سن لیجیے:۔

"شیعوں سے کچھ پرخاش تو تھی ہی نہیں کہ خوامخواہ انہیں ستاتے اور ان پر حملے کرتے ــــــ
پیارے شہید تو اکثر اپنے وعظ میں شیعوں اور شیعی مذہب کا ادب سے ذکر کرتے تھے"۔

( )

بس دشمنی تھی تو حنفی المذہب اہلسنت سے تھی ورنہ ــــــ "پیارے شہید" ــــــ کو "شیعوں" کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور "ہندوؤں" سے تو ربط خاص تھا ــــــ اور "انگریز" تو تھے ہی ان کے مربی و مہربان آقا۔!

"ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے"

چنانچہ سید اینڈ کمپنی کی انگریزوں سے، ہندوؤں سے اور شیعوں سے غرض کہ سب سے الفت و محبت اور دوستی کے رشتے ناطے تھے لبس تھی تو صرف اور صرف سنی مسلمانوں سے پرخاش تھی۔

چنانچہ ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب وہ سرحد پہنچ کر ابھی خون آشام تلوار نیام سے باہر نکال کر لہراتے ہیں اور ـــــ سنی مسلمانوں ـــــ کے خلاف اپنے پہلے جہاد کا اعلان فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف وہابی جہاد

پھول بننے کی خوشی میں مسکراتی تھی کلی

کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے

فقیہہ اعظم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں:۔

"سید صاحب نے پہلا جہاد ـــــ مسمی یار محمد خاں ـــــ حاکم یاغستان سے کیا تھا"

(تذکرۃ الرشید ج: ۲ ص: ۲۷۰)

اور یہ تو سر سید احمد خاں کے بیان سے پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے کہ ـــــ "حاکم یاغستان ـــــ سنی المذہب حنفی مسلمانوں کا نمائندہ تھا" پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ـــــ "فقیہہ اعظم دیوبند" ـــــ نے اس پر ـــــ "جہاد" ـــــ کا اطلاق کیسے کر دیا؟ ـــــ "جہاد" تو غیر مسلموں سے ہوتا ہے بہر حال ؎

"جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے"

مسلمانوں کے خلاف لفظ "جہاد" کا استعمال اگر ـــــ "فقیہہ اعظم دیوبند" ـــــ کے قلم سے نہ ہوگا تو پھر کسی ـــــ ہندو یا انگریز

کے قلم سے ہوگا ــــــــ اور جہاد بھی کیسا؟ ــــــــ "مسلم کش کامیاب جہاد" ــــــــ !!! جس کی مبارک تفصیلات بیان کرتے کبھی نہیں تھکتے ــــــــ کچھ آپ بھی سنئے :۔

"مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں درانیوں کی طرف پھیر کر فیر کرنے شروع کئے ــــــــ

ــــــــ ایک وفادار ہندو جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا گولہ اندازی پر مقرر ہوا اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ درانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ــــــــ

ــــــــ ادھر مولانا شہید ان پر ٹوٹ پڑے جتنے درانی (مسلمان) مارے گئے ان کی تعداد ٹھیک معلوم نہیں ــــــــ ہاں جن مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے وہ چار سو سے زیادہ تعداد میں تھے"

(حیات طیبہ ص ۳۲۱-۳۲۲)

نخر یزید کا جوش جہاد ملاحظہ فرمایا کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو قتل کرایا ــــــــ اس طرح نہ اسلام گیا، نہ ایمان پر حرف آیا ــــــــ بھلا کوئی بتائے کہ ان چار سو سے زیادہ مسلمانوں کا خون ناحق کس کی گردن پر آیا ــــــــ ؟؟؟

بہر حال اگر کسی کے دل میں ذرا سی بھی غیرتِ ایمانی موجود ہے تو وہ مسلمانوں کے خلاف سید صاحب کا جذبہ جہاد ملاحظہ کرے :۔

"خود توپ کھینچ کر ایک اونچی جگہ پر لائے ــــــــ

خود شست باندھی ــــــــ پہلے ہی گولہ میں دو سو اڑ گئے"

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر ص ۲۵۳)

ایک ایک وار میں دو دو سو مسلمانوں کو اڑانے والا ـــــــ قاتل اسلامیان ـــــــ بھلا کس طرح ـــــــ خادم اسلام ـــــــ ہو سکتا ہے؟ جس نے مسلمانوں پر ایک دو بار نہیں بلکہ نو ۹ بار اس قسم کی چڑھائی کی۔ اس طرح سید صاحب اسلام کی ـــــــ "نشاۃ ثانیہ" ـــــــ فرماتے رہے ـــــــ اور اس کے صلہ میں مسلمانوں کے مال و اموال لوٹتے رہے۔

بہاریں بھی نہیں کوئی شاخِ گل محفوظ
چمن کا حسن ہے مفلس کی آبرو کی طرح

مسلمانوں کا مال سید صاحب کے لئے "مال غنیمت" تھا

جی ہاں ! سنئے :۔

"مولانا نے ـــــــ "مال غنیمت" ـــــــ جمع کرایا" "مال غنیمت" میں یار محمد خاں کے کچھ کاغذات بھی ملے"

(سید احمد شہید ص ۵۲۷-۲۹-۳۰)

اسلام نے تو مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کر دیا ہے ـــــــ مگر یہ کیسا مجاہد ہے جو مسلمانوں کے مال و اموال کو اپنے لئے ـــــــ مال غنیمت ـــــــ سمجھتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ٥

سردار سلطان محمد خاں سے جہاد

ہم کبھی نہ چھوڑیں گے بات برملا کہنا
ہاں نہیں شعار اپنا درد کو دوا کہنا

۱۸ ربیع الاول ۱۸۲۹ء کو حاکم پشاور سلطان محمد خاں کے نام ایک اطلاع نامہ بھیجا اس کے جواب میں سردار موصوف نے دوٹوک جواب دیا۔

"تم لوگوں کا ــــ عقیدہ برا ــــ اور
ــــ نیت فاسدہ ــــ ہے۔ بظاہر فقیر
بنے بیٹھے ہو دل میں امارت کی ہوس کا ہے"

("سید احمد شہید" از غلام رسول مہر صفحہ ۲۱۴)

سلطان محمد خاں کے اندیشے صحیح ثابت ہوئے چنانچہ ۱۸۳۰ء میں سید احمد نے سلطان محمد خاں کی عملداری ــــ پشاور اور کوہاٹ پر چڑھائی کر دی ــــ اس مہم میں دو ہزار مسلمانوں کو وہابیوں نے شہید کیا اور ایک ہزار مسلمان مجروح ہوئے آخر کار سلطان محمد خاں کو شکست فاش ہوئی!

(تفصیلی حوالہ کے لیے دیکھیے: تواریخ عجیبہ صفحہ ۱۲۹، جعفر تھانیسری)

انگریزوں اور سکھوں کے مشترکہ دشمن

سردار پائندہ خاں کے ساتھ جہاد

انگریزوں کی پشت پناہی اور ہندوؤں کی سرپرستی سے "جب مسلم کش جہاد" کامیابی سے ہمکنار ہوا تو "خونخوار وہابیوں" کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے کہ وہ یک بعد دیگرے مسلم آبادیوں کو تہس نہس کرنے لگے۔

حاکم یاغستان کے بعد مجاہدوں کا دوسرا شکار ——— سردار پائندہ خان ——— تھا "تاریخ تناولیاں" میں ہے۔

"لشکر سکھاں نام پائندہ خاں سے مانند بید تھرتھراتے تھے" (صفحہ ۶۴)

کیا ستم ہے کہ سردار پائندہ خاں جیسے سکھوں کے جانی دشمن کو محض اس لئے کافر قرار دے کر قابل گردن زدنی ٹھہرایا گیا کہ اس نے وہابیت کے نام پر بیعت نہ کی تھی ——— جی ہاں! سید صاحب کی بیعت نہ کرنے کی یہ سزا کہ پورے قبیلے کو تہ تیغ کر دو اور پھر لطف یہ کہ مسلمانوں کے اس قتل عام کو جہاد کا زریں نام دے دو۔

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

اسلام کے نام پر اس سے بڑھ کر عیاری مکاری اور فریب کاری بھلا اور کیا ہوگی کہ صرف بیعت نہ کرنے کے قصور میں دشمن کفار، مسلم سردار پائندہ خاں سے جنگ کی ——— اس کے علاقہ کو تاراج کیا ——— اس پر غاصبانہ قبضہ جمایا ——— اور اس تمام کاروائی کو عین اسلام قرار دیا جی ہاں! اگر یقین نہ آئے تو اس زمانہ کی سب سے زیادہ مستند "تاریخ تناولیاں" پڑھئے اور سر دھنئے۔ چنانچہ تاریخ کے اپنے الفاظ ہیں:-

"بنظر مصلحت خلیفہ موصوف بمعہ اسمٰعیل بمقام موضع عشرہ، پائندہ خاں سے ملاقی ہوا اور وقت ملاقات خلیفہ نے کمال چرب زبانی وشیریں بیانی سے ذکر بیعت کا چھیڑا مگر سردار موصوف نے سوائے لعن وبعل

جواب صاف نہ دیا .... القصہ پھر تو
خلیفہ نے نسبت پائندہ خاں فتویٰ کفر کا دیکر مع
مولوی محمد اسمٰعیل لشکر نماز یاں برہمونی سربلند خاں
و مدد خاں، عزم جنگ" پائندہ خاں،، پر مستعد ہوا"

(تاریخ تناولیاں صفحہ ۹۰۵)

اس طرح سکھوں سے جہاد کرنے کے بجائے وہابی مجاہدین، سنی مسلمانوں کے خلاف مشق جہاد فرمانے لگے ـــــ اگر اس جوش جہاد یعنی شوق فساد کے خلاف کوئی سر اٹھاتا تو اس کا سر کچل دیا جاتا۔ چنانچہ اگر کسی پٹھان سردار نے سنی پٹھانوں پر اس ظلم و تشدد کے خلاف ذرا سا احتجاج کیا تو خونخوار وہابی مجاہد اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پٹھان سردار کے پورے قبیلے کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

یہی نیرنگ عالم ہے تو پھر اک دن اندھیرا ہے
زمیں میں کیسے کیسے چاند پنہاں ہوتے جاتے ہیں

ـــــ چنانچہ بڑی ارزانی سے پانی کی طرح خونِ مسلم بہایا گیا! مسلمانوں کی املاک کو لوٹا گیا! ـــــ مسلم خواتین کی عزت و ناموس کو سر عام نیلام کیا اور ستم یہ کہ یہ سب کچھ نفاذ اسلام کے نام پر ہوا ـــــ!!!

سید صاحب جو بزعم خود وہابیوں کے ـــــ "امیر المومنین،، بنے بیٹھے تھے ـــــ مسلمانوں سے جنگ کو ـــــ جہاد فی سبیل اللہ ـــــ قرار دیتے تھے۔ اور اس میں حاصل شدہ مال کو ـــــ "مالِ غنیمت،، گردانتے تھے کیونکہ وہ سرحدی مسلمانوں کو حقیقی کافر و مشرک جانتے تھے ورنہ ـــــ "مالِ غنیمت،، ـــــ کی اصطلاح استعمال نہ کرتے

کیونکہ اسلام نے تو مسلمانوں پر مسلمانوں کی عزت و آبرو مال و دولت اور خون کو حرام کر دیا ہے مگر سید صاحب کو سرحدی مسلمانوں کا خون بہا کر الٹی خوشی ہوتی تھی۔ انتہا یہ ہے کہ سید صاحب سکھوں کی شکست سے اسقدر خوش نہیں ہوتے تھے جس قدر مسلمانوں کی تباہی سے مسرور ہوئے تھے ـــــ مسرت کی انتہا دیکھئے کہ مسلمانوں کی تباہی پر دوگانہ شکر ادا کیا ـــــ جی ہاں! ـــ ـــ جب سکھوں کو جنگ اکھوڑہ میں شکست ہوئی تو سید صاحب نے نماز شکرانہ ادا نہ کی مگر اس کے برعکس ـــــ "جنگ زیدہ" ـــــ میں سرحدی مسلمانوں کو شکست ہوئی تو :-

"پنجتار پہنچے ہی سید صاحب نے سب سے پہلے مسجد میں جا کر دوگانۂ شکر ادا کیا"

(سید احمد شہید ص۴۵۲)

یہ وہی سید صاحب ہیں نا ـــــ جنہیں سکھوں سے جہاد کرنے کا خدا کی طرف سے "الہام" ہوا تھا ـــــ لیکن اب حالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے کامیاب قتلِ عام پر نماز شکرانہ ادا فرما رہے ہیں ـــــ! معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو "امیر المؤمنین" کہنے والوں کی مت ماری گئی ہے کہ وہ سید صاحب کی ہر حرکت کو ادائے دلبری قرار دے رہے ہیں ـــــ خباثت کو بھی کرامت کہہ رہے ہیں اور اب تک یہ عالم ہے کہ

تمازتِ آفتابِ زندگی سے ہو گئی رخصت
ابھی تک لوگ زیرِ سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

سکھوں سے زیادہ خطرناک سُنی حنفی مسلمان

منجدھار تک پہنچنا تو ہمت کی بات تھی
ساحل کے آس پاس ہی طوفان بن گئے

اس سلسلے میں یہ عجب فلسفہ پیش کیا کہ پہلے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جائے پھر سکھوں سے نبٹا جائے گویا کہ سکھوں سے زیادہ خطرناک دشمن ـــــ سنی حنفی مسلمان ـــــ ٹھہرے ـــــ پہلے انہیں ٹھکانے لگایا جائے ـــــ بھلا برادر کشی کی اس سے بدتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

؎ " وہیں پر برق گرتی ہے جہاں اپنا نشیمن ہو
کہاں تک اب بھلا ہم روز شاخِ آشیاں بدلیں

انوکھا سیّد بھلا یہ کیسا سید تھا جو سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی کافر و مشرک پر بڑھکر حملہ نہ کیا مگر یہ جب بھی کرتا تھا سچے پکے مسلمانوں پر چڑھائی کرتا تھا ـــــ مسلم آبادیوں پر سوتے میں شب خون مارنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا ـــــ کٹر حنفی مسلمانوں کا خون بہا کر بڑا خوش ہوتا تھا ـــــ سنی مسلمانوں کی شکست پر سجدۂ شکر ادا کیا کرتا تھا ـــــ ان کی املاک کو مالِ غنیمت قرار دے کر لوٹتا تھا ـــــ ان کی مجبور مسلم خواتین پر قبضہ جما کر ان پر تصرف بے جا کرتا تھا ـــــ

" دیوانے اس بہار کو کیا نام دیں کہ جب
صحرا تمام خون کا دریا دکھائی دے "

اسمٰعیل کی دہشت گردی

مسلمانوں کی پر امن بستیوں میں اس خونخوار درندے نے جو تباہی مچا رکھی تھی اس کی وجہ سے :-

"اس کا ایسا خوف چھایا ہوا تھا کہ درانیوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اسمٰعیل کے نام سے ڈراتی تھیں"

(تاریخ تناولیاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شفقت و محبت کا یہ عالم کہ وہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کو گود میں لے کر چومیں، پیار کریں اور اپنے سینے سے لگائیں ــــــ اس کے برعکس اس ظالم خونی بلا کے نام سے مسلم خواتین اپنے معصوم بچوں کو ڈرائیں اس سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ۔ ــــــ اکابرین دیوبند پھر بھی اس خونخوار عفریت کے خونی کارناموں کو سراہیں! ــــــ مسلمانوں کے قاتل کو "موحد اعظم" کا سنہرہ تاج پہنائیں اس کے اعزاز میں جلسے کرائیں ــــــ اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لیے سیمینار سجائیں ــــــ اور خدا اور رسول سے ذرا نہ شرمائیں)

بہر حال حکومت کے زور پر سنی پٹھانوں کو وہابیت قبول کرنے پہ مجبور کیا جا رہا تھا مگر سنی پٹھان کسی طرح عقائد اہلسنت سے انحراف پہ آمادہ نظر نہ آتے تھے

ٹوک دیتے ہیں مجھے ہر کرم بے جا پر
تیری محفل میں گنہگار تک آ پہنچے ہیں

یہ دیکھ کر کہ پٹھان ان کے آگے سر نہیں جھکاتے، وہابی عاملوں نے ان پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے اس سلسلے میں مورخ دہ

شیخ محمد اکرم کی تصدیق ملاحظہ فرمایئے :-

"ایک موقع پر مذکورہ جماعت کے ایک قاضی
سید محمد جہاں کے اس ارشاد پر کہ ____ جو
اہل رسوم، خدا اور رسول کے خلاف، باپ دادا
کی ریت پر چلتے ہیں وہ عملاً ____ کافر
ہیں ____ (اس ارشاد
پر) کسی نے کہہ دیا کہ ____ "معنیۃ المصلی"
میں اہل رسوم کو کافر نہیں کہا گیا ____
تو اس کا جواب گھونسوں سے دیا گیا اور قاضی موصوف
نے اس وقت تک معترض کو نہ چھوڑا جب تک
اس نے دوبارہ کلمہ نہ پڑھ لیا ____
بالفاظ دیگر اسے مسلمان نہ بنا لیا گیا"

(موج کوثر ص ۳۱)

ے "اور دنیا سے بھلائی کا صلہ کیا ملتا
آئینہ میں نے دکھایا تھا کہ پتھر برسے"

زبردستی نکاحِ بیوگاں

اس طرح دیتے ہیں دادِ حُسنِ گل
توڑ کر رکھتے ہیں گلدانوں میں لوگ

"نوساختہ اسلام" کی "خودساختہ شریعت" ـــــــ کو نافذ کرنے والے وہابیوں نے جس طرح راسخ العقیدہ "سُنی حنفی مسلمانوں کے ـــــــ "قتل عام" کو "جہاد فی سبیل اللہ" قرار دیا تھا بالکل اسی طرح پٹھانوں کی نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے راستوں سے اٹھا کر لے گئے اور ایک طرفہ طور پر ان سے "نکاح کر کے وصل کا شوق پورا" فرمالیا ـــــــ اور اس جرم قبیح کو احیائے سنّت کا مقدس نام عطا فرمادیا ـــــــ اور لطف یہ کہ بڑے خشوع و خضوع سے علمائے دیوبند نے اس شیطانی فعل پر اپنی زریں مہر تصدیق بھی ثبت فرمادی ـــــــ بھلا اس ڈھٹائی کا کیا کہنا! لاحول ولاقوۃ الا باللہ

حالانکہ شریعت کی رو سے ـــــــ انعقاد نکاح کے لئے ـــــــ "طرفین کی رضامندی" ـــــــ اور ـــــــ "گواہوں کے روبرو" ـــــــ "بلا جبر واکراہ" ـــــــ "ایجاب وقبول" ـــــــ شرط ہے!!! لیکن وہابی مجاہدین نے تو کھلم کھلا اس اصولِ شرع کے خلاف بغاوت کردی۔ اپنی شریعت خبیثہ کا بالجبر اعلان کرتے ہوئے وہابی شہدے مسلمان دوشیزاؤں کی عفت و عصمت کا سرِعام پردہ چاک کر رہے تھے اور خدا اور رسول سے ذرا نہیں ڈر رہے تھے ـــــــ جی ہاں! ـــــــ

" دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جارہی ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جاکر نکاح پڑھالیا۔"

(حیات طیبہ ص ۲۸۲ مرزا حیرت دھلوی)

مفتیانِ دیوبند بتائیں کہ ـــــــ اگر یہ نکاح ہے تو پھر ـــــــ

"زنا بالجبر" کسے کہتے ؟ ______

شہوت و بربریت سے بے قابو مجاہدین معصوم دوشیزاؤں پر اپنی جبر و تشدد کا خوفناک مظاہرہ کر رہے تھے۔ اس سلسلے میں مجبور والدین کو ڈراتے دھمکاتے اور اپنے نفس کی آگ بجھانے کے لئے بزور شمشیر بیچاری لڑکی کو کھینچ کھانچ کر مسجد میں لے جاتے اور وہاں جاکر خود ہی یکطرفہ طور پر اعلان فرما دیتے کہ ______ مابدولت نے اس مسکین دوشیزہ کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا ہے بالفاظ دیگر اپنی ہوس کاری کا نشانہ بنا کر زنا بالجبر کا شوق پورا کر لیا ہے ______ اس فعل بد کی بیہودہ تفصیلات بتاتے ہوئے ان کے اپنے مداح مؤرخ مرزا حیرت بغیر کسی حیرت کے لکھتے چلے جاتے ہیں :-

"ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو

______ مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ

نہیں ______ ہونا چاہیئے ______ آخر

ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے

اس کے سوا ان کو چارہ نہ تھا ______ !"

(حیات طیبہ صفحہ ۳۵۵)

وہابی مؤرخ کی اس مختصر سی عبارت میں مجبور لڑکیوں کی کس قدر ______ "دردناک داستانیں" ______ اور وہابی مجاہدین کی کتنی ______ "شرمناک رودادیں" ______ پوشیدہ ہیں ______ ! ______ !! ______ !!!

ے "ٹوٹتی کلیوں کے ماتم میں ہوا روتی رہی

پھول کے چہرے پہ لکھی ہے کہانی رات کی

شریعت کی پردہ دری اور مسلم مستورات کی اس بے عزتی پر مولینا عبید اللہ سندھی چپ نہ رہ سکے اور یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ :۔

"خرابی یہ ہوئی کہ امیر شہید کے دعوئے خلافت کی اشاعت کرنے والے ہندوستانی اپنی حاکمانہ قوت دکھا کر "بہ جبر" افغان لڑکیوں سے نکاح کرنے لگے۔"

(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک صفحہ ۱۰۱)

غرضکہ بددین وہابیوں کی ہوس کاری کے کس قدر تاریخی حوالے دیئے جائیں پھر بھی ایمان و آگہی سے محروم وہابی نواز مؤرخین نہ اس حقیقت کو مانے ہیں نہ مانیں گے بہر حال مجاہدین کی اس بہادری کی داد دیجئے کہ یہ مجاہدین اسلام، ظالم سکھوں سے زور آزمائی کرنے گئے تھے لیکن غریب مسلمانوں کی کمزور لڑکیوں پر زور آزمائی فرمانے لگے واہ ری مجاہدانہ مسلمانی

غرضکہ زبردستی شادیاں رچانے کے جہاد میں جو مصروف ہوئے تو مجاہدین کو نہ تقویت الایمان کی تبلیغ یاد رہی اور نہ سکھوں کے خلاف جہاد کا "الہام" یاد رہا۔ بقول شاہ نصیر :۔

کلام اللہ کی صورت ہوا دل ان کا سپارہ
نہ یاد آئی حدیث ان کو نہ کوئی نص قرآنی

اپنی عورتوں کے سلسلے میں

سیّد صاحبؒ کی مصلحت کوشی

سید صاحب یوں تو نکاح بیوگان کا بڑے زور و شور سے پرچار کیا کرتے تھے اور اس کے نفاذ کے لئے جہاد کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مگر اپنی عورتوں کے بارے میں بڑے مصلحت کوش واقع ہوئے تھے۔ جی ہاں ـــــ ذرا دیکھئے تو سہی "پنجتار" پہنچ کر مایوسی کے عالم میں اپنی خود کی بیویوں کو کیا وصیت فرما رہے ہیں کہ :۔

"اگر اس جہاد میں میرا جام حیات لبریز ہو جائے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ حرمین شریفین چلی جاؤ اور کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرو"

("سید احمد شہید" ص۵۰۲ از غلام رسول مہر)

دیکھا آپ نے ؟ ـــــ آخر وقت سید صاحب نے کیسا ظلم ڈھایا شریعت وہابیہ پر یہ وصیت تک نہ فرمائی کہ تم میں سے بعض نوخیز و نوجوان ہو ـــــ میرے بعد ـــــ "نکاح ثانی" ـــــ کا فریضۂ اوّل ادا کرنا اور جہاں تمہارے نئے شوہر تمہیں رکھیں وہاں خوش خوش رہنا۔ ـــــ ساری زندگی مجھ ضعیف کی موت کا غم لئے نہ بیٹھی رہنا کہ یہ انتہائی شرک و بدعت ہے ـــــ لیکن کیا غضب ہے کہ یہ شرک و بدعت تو صرف سرحدی دوشیزاؤں پر لاگو ہوتی تھی ـــــ لیکن اب معاملہ

دوسرا اٹھا ـــــــ دوسروں کی رانڈ بیواؤں سے زبردستی نکاح ثانی کر کے احیاء سنت کرنے والے مصلح ملت اب اپنی خود کی جوان بیواؤں کو حرمین شریفین میں بقیہ عمر اللہ اللہ کرتے گذار دینے کی تلقین فرما رہے تھے اور خود اپنی خانہ ساز شریعت سے بھی نہیں شرما رہے تھے چنانچہ اس دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد وہابی پیر کی بیویاں ـــــــ سیدہ ولیہ ۱۶ سال ـــــــ سیدہ زہرہ ۲۲ سال ـــــــ اور سیدہ فاطمہ ۹۶ سال کے طویل عرصہ تک بیوہ رہنے کے گناہ میں مبتلا رہیں اور سید صاحب کے عذاب قبر میں مستقل اضافہ کا باعث بنی رہیں! ـــــــ !! ـــــــ !!!

آخر شریعت وہابیہ نے اس طرح خود اپنے گھر ہی میں دم توڑ دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مسلمانوں سے آخری جہاد

کیسے کر سکتی ہے اس ظلم کو تاریخ معاف!
میرا گھر لوٹنے والے مرے ہمسائے تھے!

مسلک وہابیہ کی رو سے دنیا کے تمام "سنی مسلمان" ——— بدعتی، مشرک، کافر اور لائق گردن زدنی ہیں۔ ان کے مسلک میں جو شخص ان کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم نہ کرے وہابیہ کے نزدیک اس کا قتل واجب اور کارِ ثواب ہے۔

چنانچہ سب سے آخر میں سید صاحب نے علاقہ ——— "پنجتار" کے رئیس فتح خان صاحب پر "جہاد" ٹھونسا جس میں بڑی بہادری سے وہابی مجاہدین نے سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا لیکن افسوس انہوں نے یہ نہ سوچا ؎

جو جلاتا ہے کسی کو خود بھی جل جاتا ہے ضرور
شمع بھی جل جاتی ہے پروانہ جل جانے کے بعد

لہٰذا جب پٹھانوں پر وہابی مجاہدین کے مظالم کی انتہا ہو گئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ جن کو ہم نے ——— "مجاہدین اسلام" ——— سمجھ کر ہر ممکن مدد دی، وہی ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کے لاگو ہو گئے انتہا یہ کہ ہمارے دین و ایمان تک کو غارت کر دینے پر تلے ہوئے ہیں تو سارے پٹھانوں نے ملکر خونخوار وہابیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھرپور اجتماعی کوشش کی آگے کی داستان مولانا عبید اللہ سندھی کی زبان سے سنیئے۔

"چنانچہ ایک معین رات میں امیر شہید کے تمام مقرر کردہ اہل مناسب قتل کر دیئے گئے اور حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

امیر شہید اس واقعہ سے کہ قاضی مفتی، حاکم سپاہی غرض کہ ساری جماعت قتل کر دی گئی تھی بہت متاثر ہوئے۔"

(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص ۱۱۵-۱۱۶)

بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا ہر فریب کاری اور دغا بازی کا آخر کار یہی انجام ہوتا ہے۔ اصول فطرت اٹل عادلانہ اور سب کے لئے یکساں ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان دوسروں کے لئے ببول بوئے اور خود گندم کاٹے

گندم از گندم بروید جوز جو
از مکافات عمل غافل مشو

اس صورت حال نے سید احمد کو سخت مایوس کیا مایوسی کی حالت میں انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:۔

"میں اب اس سرزمین کو چھوڑنا چاہتا ہوں ــــــ یہ نہیں بتا سکتا کہ کہاں جاؤں گا ــــــ میں آپ کو رخصت دیتا ہوں آپ مجھے رخصت دیں ــــــ مگر چند رفیق جو باقی رہ گئے تھے وہ آپ کے ساتھ رہے مایوس ہو کر آپ چل پڑے ...... آگے بڑھ کر بالاکوٹ پر قبضہ کیا۔ پھر مظفر آباد فتح کیا ــــــ سکھ سید احمد کے خلاف چونکہ مسلمانوں کی مدد کر چکے تھے اس لئے سکھوں کے خلاف اس مہم میں مقامی مسلمانوں نے بھی مدد کی۔ اس لئے فیصلہ کن جنگ ہوئی اور بالاکوٹ کے ایک حصہ میں محصور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے سارے رفقاء مارے گئے (حزب ولی اللہ کی تاریخ کا مقدمہ از مولانا عبید اللہ سندھی صفحہ ۱۱۰-۱۱۱)

سرسید احمد خاں بھی اعتراف کرتے ہیں:۔

"ہندوستان کے گوشہ شمال۔ مغرب کی سرحد پر

جو قومیں رہتی ہیں وہ ——— "سنی المذہب حنفی"

——— ہیں .... لیکن چونکہ یہ قوم

——— "مذہبی مخالفت" ——— میں

——— "نہایت سخت" ——— ہے

اس سبب سے اس قوم نے اخیر میں ———

"وہابیوں" ——— سے ——— "دغا"

——— کر کے سکھوں سے اتفاق کر لیا اور

مولوی اسمٰعیل صاحب سید احمد صاحب کو شہید

کر دیا" ———

سر سید نے صحیح لکھا ——— "سرحدی مسلمان" واقعی کٹر ———
"سنی المذہب حنفی" ہیں اور اپنے عقائد میں انتہائی درجہ پختہ ہوتے ہیں۔
بیشک انہوں نے سکھوں سے اتفاق کر لیا تھا اور وہابیوں سے دغا کی
لیکن ——— "حنفیت وسنیت" ——— سے وفا کی ——— اپنے
——— "دین و ایمان" ——— کو بچانے کے لئے سرحدی مسلمان یہ
قدم اٹھانے پر مجبور ہوئے۔ بلکہ وہابیہ نے انہیں ایسا کرنے پر خود ہی مجبور
کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں کے سامنے دو طاقتیں تھیں:۔

ایک تو ——— "مار جاں" ——— تھی!

اور دوسری ——— "مار ایماں" ——— تھی!

سرحد کے ——— "سنی المذہب حنفی مسلمانوں"

نے ——— "مار جاں سکھوں" ——— سے ——— "مار ایماں
وہابیوں" ——— کو ختم کرنے کے لئے اتحاد کر لیا تھا!۔

اس سرحد کے سنی مسلمانوں نے اگر ایسا کیا تو کیا برا کیا؟ ——— اس سے پہلے وہابی مجاہدین نے بھی تو یہی کچھ کیا تھا! بلکہ اس سے بڑھکر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی متشدد وہابیت کو سنی مسلمانوں پر نافذ کرنے کیلئے انگریزوں سے اتحاد کیا تھا ——— وہ "انگریز" ——— جو مسلمانوں کے لئے "مارِ جاں" ——— بھی تھا اور ——— "مارِ ایماں" ——— بھی تھا!

اس طرح انگریز کی کامل حمایت اور ہندوؤں کی مکمل مدد سے مجاہدوں نے وہابی عقائد قبول نہ کرنے کے جرم میں سرحدی مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا پھر بھلا مرتا کیا نہ کرتا؟ ——— سرحدی مسلمانوں کو اپنا "ایمان" بچانے کے لئے اپنے "دشمن جاں" ——— سکھوں سے امداد لینا پڑی ———

نتیجہ یہ کہ ۶ جولائی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں جمعہ کے دن زبردست جنگ ہوئی جس میں سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اپنے رفقاء سمیت ہمیشہ کے لئے سو گئے ——— لیکن اپنے مکر و فریب سے وہابیت کا وہ فتنہ جگا گئے کہ جس کے سبب اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہوا اور مسلمانوں کی یکجہتی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی نتیجہ یہ کہ آج تک مسلمان آپس میں اپنے دینی بھائیوں سے دست بگریباں ہیں ——— ان تاریخی حقائق کے نام نہاد مؤرخ غلام رسول مہر کے کذب و افترا سے متاثر ہو کر نادان لوگ اس ——— "مسلم کش فساد" ——— کو "جہاد" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اسے ہندوستان میں "احیاءِ دین" کی عظیم تحریک قرار دیتے ہیں۔

اسمٰعیلی جہاد کا
خلاصۂ کمال و زوال

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

——— "اسمٰعیلی لشکر" نے سب سے پہلے جہاد میں "زید" کے مقام پر "سردار یار محمد خاں" پر فتح پائی۔

——— سنہ ۱۸۳۰ کو سردار سلطان محمد خاں پر جہاد تھوپا ——— اور پشاور اور کوہاٹ پر قبضہ جمایا ——— اس مہم میں دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک ہزار مجروح!

(تواریخ عجیبیہ ص ۱۴۹)

——— سکھوں کے سب سے بڑے دشمن سردار پائندہ خاں تناولی کو شکست دے کر مسلمانوں کی عملداری "امب" اور "عشرہ" پر قبضہ کر لیا ——— !

——— "مایار" کے مقام پر آٹھ ہزار درانی مسلمانوں کو خاک و خون میں نہلا کر انہیں شکست فاش سے ہمکنار کیا۔

(غلام رسول مہر۔ دائرۂ معارف اسلامیہ۔ مطبوعہ لاہور)

——— سب سے آخر میں رئیس فتح علی خانصاحب سے جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے علاوہ وہابی مجاہدوں نے مسلم آبادیوں ———— پر کئی شاندار شب خون مارے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ان کا سارا مال و متاع لوٹ لیا یہ تھا اسمٰعیلی جہاد کا شاندار کارنامہ!

غرضکہ اسمٰعیلی لشکر نے پہلا شب خون ———— اکوڑہ ———— میں ۲۰ر دسمبر ۱۸۲۶ء کو مارا تھا اور آخری معرکہ ———— بالاکوٹ ———— میں ۶ر مئی ۱۸۳۱ء کو ہوا ———— جس میں بہت سے ———— ننگ دین و ننگ وطن ———— وہابیہ کے ساتھ سرغنۂ غداران ملک و ملت سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا بھی کام تمام ہو گیا۔

اس ساڑھے چار سالہ درمیانی عرصہ میں پندرہ جنگیں لڑی گئیں مگر آپ کو یہ سنکر تعجب ہو گا کہ ان میں سے سکھوں کے خلاف تو باقاعدہ صرف ایک ہی لڑائی ہوئی ———— باقی چار شبخون مارے گئے ————

لیکن اس کے علاوہ ساری کی ساری جنگیں مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خلاف لڑی گئیں ———— جس میں بڑی فراخ دلی سے خون مسلم بہایا گیا اور کسی مسلمان پر ذرا رحم نہ کھایا گیا ان کی املاک کو لوٹا گیا ———— ان کے معصوم بچوں کو غلام بنا لیا گیا اور ان کی عورتوں کو تصرف میں لایا گیا ————

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

"چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتلِ شہر میں
یہ مزار اہلِ صفا کے ہیں، یہ ہیں اہلِ صدق کی تربتیں"

پس ثابت ہوا کہ اسمٰعیلی جہاد حقیقتاً سکھوں کے خلاف نہ تھا بلکہ انگریز کی شہ پر اس جہاد کی آڑ میں جنگجو پٹھانوں کا زور توڑنا مقصود تھا اس طرح

وہاں ــــــ "وہابی سٹیٹ" ــــــ قائم کر کے پٹھانوں اور سکھوں کے دلوں میں مستقل طور پر انگریز بہادر کی ہیبت طاری کرنا تھی ــــــ! ــــــ اسی لئے ان غدارانِ ملک وملت نے اپنی خاص ٹریننگ کے عین مطابق ابن عبدالوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سرحدی مسلمانوں کا وسیع پیمانے پر قتلِ عام کیا تاکہ برٹش پلان پوری طور پر کامیابی سے ہمکنار ہوسکے لیکن ایسا نہ ہوسکا۔

رہبروں کے بھیس بدلے راہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشاں ہو گیا

وہابیوں کی بدقسمتی سے اس مسلم کش فساد کے برٹش منصوبے کی زنجیر کی آخری کڑی اس لئے ٹوٹ گئی کہ ــــــ سارے غیرتمند پٹھانوں نے ایک ساتھ مل کر "اسمٰعیلی جہاد" کا شیطانی پردہ چاک کردیا ــــــ اس طرح انگریزوں کا بنایا ہوا ــــــ "وہابی سٹیٹ" ــــــ کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

ــــــ اے بسا آرزو کہ خاک شدی ــــــ
ع صبح کو دیکھ لے اس شمع کا انجام کوئی
جس نے پھونکا شب امید میں پروانوں کو

قدرت کی سید صاحب سے وعدہ خلافی؟

پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
یہ نہ سمجھا تھا تبسم موت کا پیغام ہے

سید صاحب نے سکھوں کے خلاف جہاد میں اپنی مکمل کامیابی کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ آپ بھی سنیئے:۔

"میں قوم سکھ جیسے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیلئے مامور ہوں اور فتح ونصرت کا مجھ سے ____ وعدہ ____ کیا گیا ہے"

(مکتوب ۵۲ بنام فیض اللہ خاں تہمند مشیر دوسروائی پشاور مکتوب سید احمد شہید صـ ۲۷۳)

بھلا یہ وعدہ کس نے کیا تھا؟ ____ اور کیسا وعدہ کیا تھا ____؟

جو پورا نہ ہوا ____ ظاہر ہے کہ یہ خدائی وعدہ تو ہو نہیں سکتا کیونکہ خدائی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا مگر افسوس یہاں ____ فتح ونصرت ____ تو دور کی بات ہے سید صاحب کو خود اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے! لیکن جیتے جی یہی بکتے رہے کہ:۔

"یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہو کر مردہ سنت زندہ نہ ہو لے گی ____ اللہ رب العزت مجھ کو نہیں اٹھائے گا"

(تاریخ عجیبیہ صـ ۹۲)

لیکن اللہ رب العزت نے اس سے پہلے ہی اس بے عزت کو اٹھا لیا ____! یہاں جس خوش آئند مرحلوں کا سید صاحب ذکر فرما رہے ہیں ان میں سے تو کوئی مرحلہ سر نہ ہوا ____ اور سید صاحب بے نیل و مرام انجہانی ہو گئے ____ حالانکہ:۔

"وعدہ فتح پنجاب کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ اس
کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار ہا فرماتے کہ اس
"الہام" ____ میں ____ "وسوسۂ
شیطانی" ____ اور شائبہ نفسانی ____ کو
ذرا بھی دخل نہیں۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر
فتح ہوگا اس سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی"!

(تواریخ عجیبیہ)

ے لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دیکھا آپ نے! ____ پنجاب فتح بھی نہیں ہوا ____
اور اس شکست خوردہ کو موت بھی آگئی۔

اب اگر سید صاحب کے قول کے مطابق ان کے خدائی الہام کو سچا مان
لیا جائے تو کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ____
معاذاللہ! حق تعالیٰ نے سچا وعدہ نہ فرمایا تھا چنانچہ یہ خیال تو الحاد تک لے
جا سکتا ہے ____ لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سید صاحب کا الہام
"وسوسہ شیطانی" ہی تھا! ____ اور یہ سراسر "خطرۂ نفسانی" تھا۔
____ ! اگر اب بھی کوئی سر پھرا وہابی مؤرخ اصرار کرے کہ یہ من جانب
شیطان نہ تھا ____ تو پھر کہیں یہ وعدہ ان کی "مہربان انگریزی سرکار"
نے تو نہیں کیا تھا جو پورا نہ ہوا ____ بہر حال جو ہوا سو ہوا
لندن مشن تو پورا ہو گیا ____ چلئے قصہ تمام ہوا ____ !!!
____ خس کم جہاں پاک ____

اس طرح انگریزی پالیسی کی بھینٹ چڑھ کر اقتدار کے ____ "بھوتوں"
نے ____ "شہید" ____ کا لقب تو پا ہی لیا ے

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ "شہید لیلیٰ نجد تھا" وہ ذبیح تیغ خیار ہے

بہرحال یہ تھا سو تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ صلیب کی بھینٹ چڑھکر وہ
نہ غازی رہا نہ شہید ــــــ وہ تو کھلا قاتل ہوا اور قتیل ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

انگریزی جہاد کے
خاطرخواہ نتائج

غارتگر چمن سے عقیدت تھی کس قدر
شاخوں نے خود اتار دیئے اپنے پیرہن

بہر حال اس کے بعد ہندوستان میں اب انگریز کا کوئی مد مقابل نہ رہا تھا جو مغلیہ سلطنت کو بچانے کے لئے غاصب انگریز کی عیارانہ سیاست کے خلاف نظری، فکری اور عسکری مورچہ لگاتا اس طرح انگریز کے تراشیدہ "اسمٰعیلی جہاد" کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ——— !

——— چنانچہ اس طرح ہندوستان کے شمال مغرب میں حریت پسند اور "جنگجو سرحدی پٹھانوں" کا زور ٹوٹا۔

——— اسی کے ساتھ پنجاب کی ابھرتی ہوئی "سکھ طاقت" کمزور ہو کر انگریز کے زیر دام آگئی۔

——— مزید یہ کہ ہندوستان کے دوسرے علاقے لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتے چلے گئے۔ اور انگریز چاہتا بھی یہی تھا ! اس طرح سارے ہندوستان پر مکمل قبضہ کرنا انگریز کے لئے آسان اور بہت آسان ہو گیا چنانچہ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو انگریز بہادر کے لئے میدان صاف تھا ——— بقول ڈاکٹر عاشق حسین :۔

"جنوب میں مرہٹوں اور ٹیپو سلطان کی طاقت فنا ہو چکی تھی ادھر شمال میں سکھوں کا زور توڑا جا چکا تھا۔ لے دے کے یہ مغل شاہنشاہیت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ باقی تھا جس کی موجودگی برطانوی اقتدار کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہی تھی"۔

(کتاب ۱۸۵۷ء کوائف و صحائف ص۵۵)

غداران ملک و ملت کے طفیل وہ کانٹا بھی نکل گیا چنانچہ ہندوستان میں جب جنگ آزادی چھڑی تو یہی وہابی مجاہدین جو سرحد میں مسلمانوں کو

بھیڑیوں کی طرح چیرتے پھاڑتے پھرتے تھے اب گیدڑ کی طرح دبک کر کونے میں بیٹھ رہے! —— جی ہاں! دینی حمیت اور ملّی غیرت جب رخصت ہوجاتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ وہابی مجاہدین کی غداری کی یہ داستانِ بے حیائی ان کے اپنے مؤرخ کے نوکِ قلم سے پھوٹ پڑی اور تاریخ آزادی کی پیشانی کا بدنما داغ بنکر ابھری چنانچہ —— مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں: ـ

"اسی دوران ۱۸۵۷ء کا پر آشوب حادثہ پیش آیا اور مجاہدین

معاونین ایک —— "دینی (وہابی) نظام" ——

سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس —— "قومی لڑائی"

میں —— "غیر جانبدار" ——

رہے ——"!

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک صـ۱۹)

سورج کا رخ بدلتے ہی خود بھی بدل گیا

کیسا فریب سایۂ دیوار دے گیا

سن لیا آپ نے؟ —— وہابی مجاہدین اس —— "قومی لڑائی" —— میں "غیر جانبدار رہے —— بھلا کیوں غیر جانبدار نہ رہتے —— آخر وفاداری بھی تو کوئی چیز ہے خواہ وہ انگریزوں ہی سے سہی —— غنڈہ گردی کے بھی تو کچھ اصول ہوتے ہیں —— چنانچہ وہابی مجاہدین ان اصولوں کے پابند رہے —— اور قانون غداری پر سختی سے کاربند رہے —— اور پھر یہ تو وہابی مذہب کا فریضہ اور وہابیوں کے —— "دینی نظام" —— کا تقاضہ بھی تھا جس کی طرف وہابی مؤرخ نے ارشاد کیا ہے چنانچہ اس "دینی نظام"

کے قربان جائیے جو ـــــ بد دینوں ـــــ کے ساتھ مل کر اپنے دینی بھائیوں ـــــ کا قتلِ عام کرائے ـــــ اور مسلمانوں کے اس قتلِ عام کا اعتراف کرتے ہوئے ذرا نہ شرمائے بلکہ اپنے کرتوتوں پر اترائے ـــــ اور اس ـــــ کردار کو اپنی کتابوں میں فخریہ بیان کرتا چلا جائے اور ذرا نہ ہچکچائے ـــــ!

ـــــ مگر انگریز دوستی کے بہرحال گن گائے ـــــ اور ـــــ "قومی لڑائی" ـــــ میں اپنے اسی انگریز نواز ـــــ "دینی نظام" ـــــ کے سبب ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ ہو کر ایک طرف بیٹھ جائے۔

پتی پتی ڈالی ڈالی کوس رہی ہے موسم کو
لیکن اپنے باغ کا مالی ان باتوں کا عادی ہے

وہابیت کی سدابہار خباثت

مقامات فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقش قدم دیکھتے ہیں

تاریخ گواہ ہے کہ اسمٰعیلی جہاد کی ناکامی کے تقریبا پندرہ سال بعد جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو ہندوستان بھر میں حریت پسندوں نے حالانکہ انگریزی اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی انتہائی جد وجہد کی حتیٰ کہ جان نثاران ملک وملت نے اپنی جان ومال سب داؤ پر لگا دیا آزادی کے پروانوں نے شمع آزادی پر قربان ہو جانے ہی کو معراج حیات جانا اب کامیابی بالکل قریب نظر آرہی تھی لیکن وہابیوں کی ملک وملت سے غداری انگریز کے کام آئی چنانچہ خود وہابی مؤرخ اعتراف کرتے ہیں کہ :۔

"اگر سید احمد شہید کی جماعت انگریز دشمن ہوتی تو یہ موقع اس جماعت کے لئے انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا بہترین تھا"

(مقالات سرسید حصہ شانزدہم برحاشیہ)

ملک وملت کی حمایت میں انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا یہ "بہترین موقع" ــــــ تو ــــــ "بہترین لوگوں" ــــــ کے لئے تھا ــــــ "بدترین لوگوں" ــــــ کے لئے تو ــــــ وہابیت کے اس ــــــ "خاص نظام" ــــــ کی ایسی ہدایات پر عمل کرنا ضروری تھا چنانچہ اس خاص ــــــ "دینی نظام" ــــــ کا یہ وصف بھی ان کے اپنے مداحین کی زبانی سنئے چنانچہ وہ سب بیک جنبش قلم لکھتے چلے جاتے ہیں :۔

"آپ (سید احمد) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ مقامات ایسے پائے گئے ہیں جہاں

کھلے اور اعلانیہ طور پر سید احمد صاحب نے
بدلائل شرعی ـــــ اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی
کی مخالفت سے منع کیا ہے۔"

(سوانح احمدی مؤلفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری۔ حیات طیبہ صفحہ ۱۵۹
ترجمانِ وہابیہ مطبوعہ امرتسر صفحہ ۲۱ از نواب صدیق حسن خاں)

نیز اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہابی اپنے ایک خاص ـــــ "دینی نظام" ـــــ کے تحت "قومی لڑائی" میں ـــــ "غیر جانبدار" ـــــ رہے اور اب یہاں لکھتے ہیں کہ ـــــ "بدلائل شرعی" ـــــ انگریزوں کی مخالفت سے باز رہے! ـــــ وہابیوں کی ـــــ "غیر جانبداری" ـــــ اور ـــــ "دلائل شرعی" ـــــ نے قومی لڑائی میں شریک نہیں ہونے دیا اور انگریزوں کی مخالفت سے باز رکھا وہ ری غیر جانبداری اور دلائل شرعی بہرحال وہابی مؤرخین کے ذہن کی سنڈاس سے نکلی ہوئی یہ متعفن تحریریں تاریخ کے اوراق پر غلاظت کی طرح بکھری پڑی ہیں۔

اس سلسلے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ـــــ یہ غلاظت مرغوب ہی تھی تو وہابی مؤرخین شوق سے تناول فرماتے ـــــ مگر خواہ مخواہ بیچاری ـــــ "شریعت" ـــــ کو تو اس میں نہ سانتے! ان بزرگ گدھوں کو کون سمجھاتا کہ ـــــ انگریز آقا کی غلامی کرنا ہی تھی تو ضرور کرتے لیکن ـــــ "بدلائل شرعی" ـــــ اس "مردار خوری" کو جائز تو قرار نہ دیتے! ـــــ مگر کیا کیا جائے کہ دین کے نام پر دنیا کمانیوالوں کا یہی طریقہ کار رہا ہے۔

ـــــ چنانچہ وہابیہ نے انگریز کا ساتھ دیا تو ـــــ

بدلائل شرعی ——— دیا!

——— سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا تو ———

بدلائل شرعی ——— کیا!

——— مقتول مسلمانوں کا مال واسباب لوٹا تو ———

بدلائل شرعی ——— لوٹا!

——— مجبور مسلمانوں کی بیکس لڑکیوں سے نکاح

کے نام پر ——— "زنا بالجبر" ——— کا جرم کیا تو بھی ———

بدلائل شرعی ——— کیا!

اور اب ہندوستانی مسلمانوں کی "قومی لڑائی"، میں شرکت سے اجتناب فرمایا تو بھی شرعی دلائل کے پردے میں اس جرم کو چھپایا گویا وہابیہ اپنی خودساختہ شریعت کے قومی دلائل کے بغیر تو کوئی گندا کام کرتے ہی نہیں پھر بھلا "قومی لڑائی" جیسی پاکیزہ تحریک" میں وہابی شریعت کی اجازت کے بغیر کیسے شریک ہو جاتے؛ ظاہر ہے کہ وہابی شریعت میں ہر پاکیزہ چیز حرام ہے ———

اور پھر انگریز سے وفاداری کا بھی لحاظ اور پاس تھا ——— آخر شریعت میں نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے اس طرح انگریز آقا ناراض نہ ہو جاتے ———

اگر اس قومی لڑائی میں شرکت کا ارتکاب کرتے تو وہابیہ کی ——— پشتینی کاسہ لیسی" ... اور ——— "آبائی غلامی" ——— پر حرف آجاتا ——— آخر وضعداری بھی تو کوئی چیز ہے ———

اسی وضعداری اور نمک حلالی کا لحاظ کرتے ہوئے پورے ہندوستان پر انگریزوں کو مکمل قبضہ جمانے کا سنہرہ موقع جماعت مجاہدین نے بہم پہنچایا ———

چنانچہ اپنی ان مساعیٔ خبیثہ کے عوض انگریز سرکار سے انہیں "وظیفہ غداری" بھی ملا کرتا تھا ——— جی ہاں! ——— بلکہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی جماعت مجاہدین کے سرگرم کارکنوں کا یہ "وظیفہ خونخواری" جاری رہا ——— !

جی ہاں! ——— وہابیہ کی انگریزی وظیفہ خوری کے سلسلہ میں مولوی اشرف علی تھانوی سے بڑھکر بھلا اور کس کی شہادت معتبر ہو سکتی ہے کہ وہ گھر کے آدمی ہیں۔

اب مرے راز محبت کا خدا حافظ ہے
تبصرے اس نگۂ ناز تک آپہنچے ہیں

گھر کی گواہی

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی بھانڈا پھوڑتے ہیں:۔

"مولانا شاہ اسحٰق صاحب کا واقعہ ہے کہ جب گورنمنٹ انگریز کا تسلط ہوا تھا شاہ صاحب کا جو وظیفہ (انگریز سرکار کی طرف سے) مقرر تھا وہ جاری رکھا گیا"

(افاضات الیومیہ ص۶۹ مطبوعہ تھانہ بھون)

اس طرح وہابی دیوبندی سرداران جماعت مجاہدین کا وظیفہ غداری بھلا کیوں نہ جاری رہتا آخر انگریز سرکار کو ہندوستان کی زرخیز سرزمین پر اپنا غاصبانہ قبضہ قائم رکھنا تھا جس کے لئے انہیں وہابی غداروں کی حمایت درکار تھی پس ثابت ہوا کہ یہ غداران ملک وملت ہندوستان پر انگریزی تسلط سے پہلے بھی، بطور رشوت ——— وظیفہ غداری ——— پاتے تھے ——— اس طرح انگریزی قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی ——— انعام واکرام

ـــــ کے طور پر ـــــ "وظیفۂ فرمانبرداری" ـــــ سے نوازے جاتے تھے ـــــ اور لطف یہ کہ اپنی اس غداری پر ذرا نہیں شرماتے تھے! ـــــ بلکہ آج بھی فخریہ طور پر اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں ـــــ آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے ـــــ؟ وہابی مبلغین و مجاہدین ـــــ "وہابیت" ـــــ کی ترویج و ترقی کے لئے انگریزی حمایت کو ازبس ضروری جانتے تھے ـــــ چنانچہ سرسید احمد خاں بھی اعتراف کرتے تھے:-

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو ـــــ
"وہابی" ـــــ کہلاتا ہے۔ ایک ـــــ رحمت
ـــــ ہے!"

(مقالات سرسید ص ۱۸۹-۲۱۲)

"انگلش گورنمنٹ" ـــــ "وہابی فرقے" ـــــ کے فروغ کے لئے جب "رحمت" ہی رحمت ثابت ہو تو پھر بھلا ـــــ "قومی لڑائی" میں شرکت کی "زحمت" گوارہ کون کرے ـــــ!

دوسری طرف وہابیت کے فروغ سے خود انگلش گورنمنٹ کو بھی بڑی تقویت پہنچ رہی تھی ـــــ جی ہاں! ـــــ اس طرح انگریز سرکار کے "وفاداروں" اور "جاں نثاروں" کا ایسا مضبوط گروہ تیار ہو رہا تھا جس میں اس گروہ کے ـــــ "امام ربانی" ـــــ "طبیب روحانی" ـــــ "دلبر جانی" ـــــ "پیر و مرشد" ـــــ "عالم و فاضل" ـــــ اور ـــــ "حافظ و حاجی" ـــــ اور ان کے ماننے والے سارے ـــــ "پاجی" ـــــ شامل ہو گئے! ـــــ جی ہاں! اگر یقین نہ آئے تو انگریز پر جاں نثاری و فداکاری کی یہ داستان بے ایمانی آپ

خود انہی کی زبانی سن لیجئے چنانچہ :-

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولینا قاسم العلوم (یعنی مولوی قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلےٰ حضرت حاجی صاحب ونیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (یعنی جنگ آزادی کے مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا ـــــ یہ نبرد آزما جتھا اپنی (انگریز) سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہو گیا ـــــ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت ضامن زیر ناف گولی کھا کر ـــــ "شہید" ـــــ بھی ہوئے"

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۵ ج ۱)

یہاں انگریز کی حمایت میں ـــــ "شہید" ـــــ ہوئے اور وہاں سرحد میں بھی انگریزی جہاد میں ـــــ "شہید" ـــــ ہوئے ۔

تلاش ہے کئی چہروں کی کارواں میں مجھے
اس انتظار میں ہوں کم ذرا غبار تو ہو

اس طرح کاروانِ دیوبند اپنے سارے عملے سمیت انگریز کی خیر خواہی میں لگا ہوا تھا! جی ہاں!! :۔

"جیساکہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے"

(تذکرۃ الرشید صـ۷۹)

چنانچہ اب یہ تاریخی حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ——

"وہابی لوگ" —— اپنی انگریز سرکار" —— کے شروع سے آخر تک خیر خواہ رہے ہیں —— اسی لئے برٹش راج کے زیر سایہ پھلتے پھولتے اور ترقی کرتے رہے ہیں[۱]

حاشیہ ۱:۔ انگریزی راج میں ترقی کرتے کرتے وہابی ہر انگریزی دفتر اور سرکاری محکمے

بقیہ حاشیہ ۱:۔ پر چھا گئے —— کالجوں یونیورسٹیوں لائبریریوں جاسوسی محکموں —— کچہریوں —— عدالتوں —— کمشنریوں غرضکہ ہر جگہ بڑی بڑی آسامیوں پر وہابی براجمان ہو گئے اس کے دور رس ثمرات وہابی آج بھی بٹور رہے ہیں چنانچہ آج بھی ہر بڑی سے بڑی اور اونچی سے اونچی پوسٹ پر وہابی ہی وہابی بیٹھے نظر آتے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے ہر قسم کی مراعات پہلے بھی حاصل رہی ہیں اور اب بھی حاصل ہیں۔ ان کی جڑیں بہت گہری اور ان کی تنظیمیں بڑی فعال ہیں! ان کے مقابلے میں عوام اہلسنت ہر جگہ ثریت شاہوتے ہوئے دربدر سرکاری محکموں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ان کی کوئی ہمہ گیر فعال تنظیم نہیں! انہیں اتحاد و یکجہتی کا فقدان ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے

مگر ہے حقیقت!

اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلسنت شروع سے ملک وملت کے وفادار اور انگریزوں سے برسر پیکار رہے —— چنانچہ حکومت ان کے خلاف اور حاکم وقت انکا دشمن خاص رہا —— انگر اہلسنت آزاد و خوددار ہونے کے سبب منافقت و خوشامد سے انہیں کبھی رام نہ کر سکے اور اپنی دینی حمیت کے سبب نہ کبھی ہندوؤں کو رام رام اور پرنام کرنے پر آمادہ ہوئے بلکہ ان بے دین و نجس قوموں سے ہمیشہ دور دور رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے دنیاوی کاموں میں ہمیشہ پریشان و مجبور رہے۔

چونکہ اہلسنت ہر جگہ بھاری اکثریت میں ہیں اس لئے انہیں اتحاد کا فقدان ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک ان میں "اجتماعی تنظیم" کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی —— پھر اکثریتی جماعتوں کے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے —— چنانچہ اہلسنت ہمیشہ انتشار و خلفشار کا شکار رہے ہیں —— جبکہ ان کی مخالفت میں وہابی فرقہ ذلیل اقلیت میں ہونے کے باوجود اندرونی طور پر نہایت منظم و مستحکم ہے اور بیرونی طور پر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کسی کو مجالِ انکار نہیں! - چنانچہ:-

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو "وہابی" کہلاتا ہے ایک رحمت ہے جس آزادیٔ مذہب سے انگلش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں رہتے ہیں دوسری جگہ میسر نہیں ہندوستان ان کے لئے دارالامن ہے"

(مقالات سرسید ص ۱۸۹-۲۱۲ ج: ۹)

چونکہ ہندوستان —— وہابی فرقے —— کے لئے —— "دارالامن" —— تھا اسی لئے یہاں —— "انگلش گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں" —— رہتے ہوئے "وہابیت" نے خوب ترقی کی

ـــــــ وہابیت کے فروغ کے لئے وہابی تنظیمیں اندرونی و بیرونی طور پر بڑی فعال تھیں ـــــــ اور پھر انگریزی حکومت وقت بھی وہابیوں کے کاموں میں معاون و مددگار تھی اس لئے وہابیت کا زہر ملت اسلامیہ کے رگ و ریشے میں بڑی سرعت سے سرائیت کئے چلا جا رہا تھا۔

سنہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علمائے اہلسنّت کا کردار

ایسے نازک موقع پر علمائے اہلسنت سر سے کفن باندھ کر وہابیوں اور انگریزوں دونوں کے مدمقابل آئے چنانچہ وہابیہ کے مقابلہ میں آنے والے علمائے اہلسنت اور مجاہدین آزادی حکومت وقت کے مغضوبین و مخالفین میسر تھے ـــــــ جی ہاں یہ تاریخی حقیقت بھی وہابی

بقیہ حاشیہ ۱۵۰:۔ اسے دنیا کی وہابی سلطنتوں کی مالی امداد اور نظریاتی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ (مؤلف)

مؤرخین ہی سے سنئے :۔

”سنہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے والے وہ سب کے سب علمائے کرام شامل تھے جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے (یعنی علمائے اہلسنت وجماعت) اور جنہوں نے شاہ اسمٰعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے ـــــــ“

ے ان آنکھوں سے کیوں صبح کا سورج ہے گریزاں
جن آنکھوں نے راتوں میں ستاروں کو چنا ہے

سنا آپ نے؟ ــــــ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ لینے والے سب کے سب علمائے کرام عقیدۃً سُنی المذہب تھے۔ اور مسلک شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے ــــــ سنئے وہ علماء اہلسنت اور مجاہدین آزادی ہیں :-

شیر اسلام مجاہد کبیر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، امام الہند مولینا شاہ رضا علی خان صاحب بریلوی، رئیس المجاہدین سید احمد اللہ شاہ مدراسی۔ امیر المجاہدین مولوی سرفراز علی شاہ جہانپوری، شہید آزادی، امام بخش صہبائی۔ مفتی سید کفایت علی کافی مرادآبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ عاشق رسول مولوی عنایت علی بریلوی، حکیم سعید اللہ قادری۔ مولینا رحمت اللہ کیرانوی۔ مولینا سید عبد الجلیل علیگڑھی۔ مولینا فیض احمد بدایونی وغیرہ ـ ـ ـ ـ ــــــ جن کے ملکی ملی، دینی، علمی اور عملی کارنامے تاریخ کا روشن باب ہیں۔

(تفصیلات کے لئے دیکھیے: ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" جنگ آزادی نمبر جولائی ۱۹۷۵ء ۲/۲۷ محمدی مینشن ماسٹن روڈ کراچی)

صورتِ شمع تیری بزم میں جلتے ہیں مگر
پھر بھی ہم رونقِ محفل نہیں ہونے پائے

یہ حضرات حریت کے وہ بطل جلیل ہیں جن کی مقدس قربانیوں کے بعد ہی صبح آزادی کا رخ روشن نظر آیا ہے لیکن تاریخ کی ستم ظریفی دیکھیے کہ آج کے عام پڑھے لکھے نوجوان کو یہ بات معلوم ہی نہیں کہ ے

بہتے ہیں کتنے ستاروں کے اشک آخر شب
سحر کا ہنستا ہوا آفتاب کیا جانے

بے مہر صاحب کی تاریخی

خیانت

بے آب آئینوں کو اِک آب بخش دی
ہم بے ہُنر تھے ہم نے یہ کارِ ہُنر کیا

حریت و آزادی کے روشن آفتاب پر گرد و غبار اڑانے والے نام نہاد مؤرخین وہابیہ کے سرخیل ـــــ غلام رسول مہر ہیں جنہوں نے ملک و ملت کے جیالوں اور حریت و آزادی کے متوالوں کی کردار کشی کی ہے. اس میں مقابلے میں اپنے دجل و فریب کو کام میں لاتے ہوئے اپنی مہربان انگریزی سرکار سے وہابیہ کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی کو برسرِپیکار ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ـــــ نیز اسی کے ساتھ ساتھ سرحدی پٹھانوں کے خلاف اپنے انگریزی جہاد کو ـــــ جہاد فی سبیل اللہ ـــــ قرار دیا اور اس کا خوب پروپیگنڈا کیا. حالانکہ اسمٰعیلی لشکر کے جملہ شریکِ سفر، ہمعصر اور ہم فکر تذکرہ نگار مثلاً ـــــ مولوی محمد جعفر تھانیسری اور مرزا حیرت دہلوی وغیرہ سب بیک زبان اعلانِ عام کر رہے ہیں کہ ـــــ "اسمٰعیل اینڈ کمپنی" ـــــ کا اپنی سرکار انگریزی کی عملداری میں "فتنہ و فساد" برپا کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا وہ (انگریزی کی) اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے جس میں وہ بلا روک ٹوک ہر جگہ دندناتے پھرتے تھے اور ـــــ "اپنی مہربان و رحمدل انگریز سرکار کے خلاف اٹھنے والی ہر شورش سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے. ان تمام حالات کے پیشِ نظر بھلا ؎

"تجھ سے میں کس طرح اظہارِ عقیدت کرتا
لفظ سوجھے تو معانی نے بغاوت کر دی"

اور تو اور خود "ترجمان وہابیہ" بھی اپنی مخالفت میں گواہی دینے پر مجبور ہوا چنانچہ اس نے لکھا:

"تقویت الایمان مؤلفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اس میں ذکر ردِ شرک و بدعت کا ہے ـــــ کہیں وہابیوں کا اور ـــــ "مسئلہ جہاد" ـــــ کا پتہ بھی نہیں.

گورنمنٹ اگر ساری کتابوں کو جمع فرما کر ملاحظہ کرے تو

کسی کتاب میں ان کتب سے "مسئلہ جہاد" کا یا "بغاوت"

کا سرکار انگلشیہ سے یا "فساد" سکھانے کی کوئی بات نہ

پائے گی ——"!

(ترجمان وہابیہ از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ص۲۰۵۱ء)

تقویت الایمان تو لکھی ہی گئی تھی مسلمانوں میں فساد پھیلانے کے لئے تو پھر بھلا اس میں مسئلہ جہاد یا انگریزی سرکار سے بغاوت کا ذکر کیسے ہوتا —— ! لیکن برا ہو وہابیت کی خباثت کا کہ قلم کے ڈاکوؤں نے دولت صدق وصفا پر ڈاکہ ڈالکر سچ کو جھوٹ کر دکھایا —— حالانکہ ساری زندگی انگریزوں کے سب سے بڑے پھٹو سید احمد بریلوی اور ملک وملت کے "غدار اعظم اسمٰعیل دہلوی" —— چیخ چیخ کر اعلان کرتے رہے: ۔

"سرکار —— انگریز پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے اور نہ ہمیں ان سے کچھ مخاصمت ہے"

(حیات طیبہ ص۲۳۲ از مرزا حیرت دہلوی)

"ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول طرفین کا خون بلا سبب گرادیں —— ؟"

(تواریخ عجیبہ ص۹۱)

مگر آج کا بے مہر مؤرخ وہابیہ غلام رسول مہر —— پھر بھی بکے جا رہا ہے کہ —— "اسمٰعیلی جہاد" —— "انگریز سرکار" —— کے خلاف تھا جی ہاں! —— ان کی —— "اپنی انگریز سرکار" —— کے خلاف! اگرچہ تاریخ میں انگریز کے خلاف "شہید" مردود سے ایک حرف منقول نہیں چنانچہ۔

"نہ انہوں نے سرکار انگریزی سے کبھی جہاد کیا اور نہ

ہندوستان میں فتوےٰ جہاد کا دیا ———"

("ترجمان وہابیہ" از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ص ۵۲۵)

لیکن بے مہر وہابی مؤرخ پھر بھی تاریخ کے منہ پر تھوکے جا رہا ہے ——— اپنے ممدوح کی سیاہ کاریوں کو چھپانے کے لئے تاریخ کے چہرے پر کالک لگا رہا ہے۔ تاریخ ملک وملت میں اس سے بڑا فراڈ شاید کبھی نہ کھیلا گیا ہو گا جو مکروہ ڈرامہ "بے مہر" مؤرخ وہابیہ نے تاریخ ہند میں کھیلا ہے! حالانکہ اس سے پہلے ان کے اپنے سارے ہی مستند مصنف، محقق اور مؤرخ کھل کر اعتراف کر چکے ہیں کہ:۔

"ان کے ہمعصروں کے بیانات کی موجودگی میں اب گیارہ برس

کے بعد یہ کہنا کہ ——— "نہیں! حضرت شہید انگریزوں

کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے"

———

ایک ایسا ہی دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی

دلیل نہیں رکھتا ———"!

(حاشیہ مقالات سرسید شانزدہم ص ۲۴۹ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے

حیات طیبہ ص ۲۴۸)

تاریخ کے ان انمٹ نقوش کی موجودگی میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ:۔

"راہیو ٹھیک نہیں ہوتی ہے اندھی تقلید

سوئے رہبر بھی سوئے راہگذر بھی دیکھو"

بہرحال سچی بات کبھی نہ کبھی منہ پر آ ہی جاتی ہے چنانچہ غلام رسول مہر کو آخر اپنی بے مہر خیانتوں کا اعتراف کرنا ہی پڑا:۔

"میں مجاہدین کی شان وآبرو کو بہرحال قائم رکھنے کا مدعی

تاریخ کا المیہ

اٹھے گی تم سے نصیب بہار چمن
تم تو واقف آداب رنگ و بو بھی نہیں

ہوں اگرچہ وہ سابقہ بیانات کے عین مطابق نہ ہو"

(افادات مہر. مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر خان ص ۲۳۱)

کچھ سمجھے آپ؟ ـــــ بے مہر صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ

میں "بے آبرو مجاہدین" کی ـــــ آبرو ـــــ ہر حال میں قائم رکھنے کا "مدعی"

ہوں خوانخواہ یہ جھوٹی شان اور غلط آن سابقہ تاریخی بیان کے خلاف ہی کیوں نہ

ہو ـــــ چنانچہ ظالم نے اپنا کہا سچ کر دکھایا ـــــ مسلمہ تاریخی حقائق کو

توڑ مروڑ کر اپنے ذاتی نظریے کے مفاد کی بھینٹ چڑھا دیا ـــــ

یوں داستان بالاکوٹ لکھ کر تاریخ کو مسخ کر ڈالا۔

لعنت اللہ علی الکاذبین ؁

ایک مغالطہ کا ازالہ

سید احمد بریلوی کے قریب ترین معاصر اور تحریک مجاہدین کے ایک سرگرم کارکن جعفر تھانیسری تھے وہ ایسے بے لچک شخص تھے کہ ان کی صاف گوئی پر سارے ہی وہابی مؤرخ متفق ہیں وہ اعتراف کرتے ہیں کہ :۔

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کا ہرگز ارادہ نہ تھا"

لیکن سید صاحب کے آنجہانی ہوجانے کے سو ڈیڑھ سو سال بعد اب یہ بات بنائی جارہی ہے کہ ــــــ سکھوں سے نبٹ لینے کے بعد سید احمد کا۔ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ تھا ــــــ!

قارئین اب اس کا خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی ہے ــــــ ایک شخص سید احمد کا قریب ترین معاصر مؤرخ تھا، ــــــ اور دوسرے ڈیڑھ سو سال بعد کے آج کے چھٹ بھیئے مؤرخ ــــــ ابوالحسن علی ندوی، پروفیسر ایوب قادری اور غلام رسول مہر ہیں ــــــ اب کس کی بات مانی جائے؟ ــــــ کس کی شہادت معتبر ہے؟

اب سب کو چھوڑیئے ــــــ چلئے خود سید احمد بریلوی ہی سے پوچھ لیتے ہیں کہ جناب آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا اپنے دل میں ارادہ رکھتے تھے یا نہیں؟ ــــــ؟ ــــــ؟

لیجئے وہ خود جواب دے رہے ہیں :۔

"ہم صرف لمبے بالوں والے سکھوں سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں نہ کہ کلمہ گویان اسلام اور سرکار انگریزی سے

جس نے اپنی مسلمان رعایا کو ان کے مذہبی معاملات
میں آزادی دی ہوئی ہے۔"

(سوانح احمدی، مطبوعہ انبالہ ص ۱۱۵)

سن لیا آپ نے سید احمد انگریزوں سے ——— مقابلہ کا ارادہ ——— نہ رکھتے تھے ——— یہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ان کا مشہور و معروف بیان ہے جس کی نقلیں باقاعدہ خط کی صورت میں سید احمد بریلوی نے ۱۸۳۰ء میں آس پاس کے علاقوں میں روانہ کردی تھیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں (اس کے بعد کوئی نیا بیان کوئی نیا ارادہ ان کا سامنے نہیں آتا کیونکہ اس بیان کے چند ماہ بعد ہی ۱۸۳۱ء میں سید احمد بریلوی مقتول ہو گئے اور نہ اس سے پہلے حج پر روانگی سے قبل ہی سید احمد کا انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا کوئی ارادہ تھا۔

(بقول سید احمد کے بھانجے مولوی سید محمد علی ——— دیکھئے ان کی خود کی تصنیف ——— "مخزن احمدی")

اب ڈھیٹ لوگوں کے سامنے کہاں تک حقائق پیش کئے جائیں بہرحال ——— ان دلائل و براہین کے علاوہ جعفر علی کی تالیف ——— "منظورۃ السعداء" بھی شاہد ہے کہ مقتول ہونے سے چند ماہ پہلے جو مکتوب سید احمد بریلوی نے لکھوایا تھا اس میں بھی یہی لکھا تھا کہ ——— سرکار انگریزی سے ان کا جہاد کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا ——— !

گویا اپنی تحریک کے آغاز سے اختتام تک کسی موقع پر بھی تو سید احمد کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ انگریز سرکار سے جہاد کیا جائے جس پر ان کی خود کی تحریریں خطوط اور اقوال گواہ ہیں۔ لیکن غلام رسول جیسے بے مہر مؤرخین کی فنکاری دیکھئے کہ

ٹھونس رہے ہیں کہ سکھوں سے نبٹنے کے بعد ان کا ارادہ انگریزوں سے جہاد کرنیکا تھا اور ضرور تھا اس پر سوائے اس کے اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ غنڈہ گردی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں لہٰذا قلم کے ڈاکو اگر کسی بے ضمیر غدار اعظم سے اپنی اندھی عقیدت رکھتے ہیں تو ضرور رکھیں مگر تاریخ کو تو نہ بدلیں ــــــــــ حقائق کو تو مسخ نہ کریں۔ سچائی کے منہ پر تو نہ تھوکیں!

تاریخ کا المیہ

انہیں کے نام سے منسوب ہے بہارِ چمن
جو لوگ واقفِ آدابِ رنگ و بو بھی نہیں

واضح دلائل سے ثابت ہوچکا ہے کہ "ننگ دین اسمٰعیل دہلوی" ـــــ اور ـــــ "ننگ وطن سید احمد بریلوی" شروع سے آخر تک انگریز کے وفادار نمک خوار اور کفش بردار رہے ہیں ہندوستان میں انگریزی اقتدار کو مضبوط و مستحکم کرنے میں ان غداروں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ـــــ سکھوں کے خلاف ان کا "نعرۂ جہاد" ـــــ بھی انگریزی سیاست کا کرشمہ اور محض ایک نمائشی ڈرامہ تھا جو انگریزوں ہی کے ڈائریکشن میں ہندوستان کے اسٹیج پر کھیلا گیا۔

تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ زود فراموش قوم کے سامنے ملک و ملت کے انہی غداروں کو آج ـــــ "مجاہدین فی سبیل اللہ" ـــــ اور ـــــ "جلیل القدر ولی اللہ" ـــــ کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے ـــــ!

انہی دین فروشوں کے سر پر ـــــ "اسلامی نشاۃ ثانیہ" کا زریں تاج سجایا جارہا ہے! اس طرح انگریز کے پھٹوؤں ہی کو اب ـــــ "تحریک آزادی کا ہیرو" ـــــ قرار دیا جارہا ہے ـــــ!

مسلمانوں کے سفاک قاتلوں ہی کو آج "مجاہد اسلام کے خطاب سے نوازا جارہا ہے۔ اسلام دشمن، غدارانِ وطن ہی کو اب اسلامی حکومت کا محرک ٹھہرایا جارہا ہے ـــــ!!

پہنچے وہ لوگ مرتبہ کو کہ مجھے
شکوۂ بخت نارسا نہ رہا۔

تاریخ کی بدنصیبی دیکھئے کہ انہیں غدارانِ ملک و ملت کو "احیاءِ اسلام کا علمبردار قرار دیا جارہا ہے جن کے کرتوتوں سے اسلامی وقار خاک میں ملا مسلمانوں کی آبرو پامال ہوئی اس سے بڑھ کر ستم اور کیا ہوگا کہ ـــــ تمام اسلامی تحریکوں کی ڈور خونخوار اسمٰعیل دہلوی کی "شمشیر مسلم کش کے خون آشام دست سے

باندھی جارہی ہے اور یہاں تک بکا جارہا ہے کہ اس بیداری ہی کی وجہ سے پاکستان بنا ـــــــ!

اور ہو یہ رہا ہے کہ پرائمری اسکول کی نصابی کتب سے لیکر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی درسی کتابوں تک میں قلم کی یہی خرمستیاں کام کر رہی ہیں۔

صد حیف جن کے دم سے پریشاں ہے آدمی
سب کی نگاہ میں ہیں وہی محترم یہاں

صورت حال اب یہ ہے کہ ان "توخواروں" کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے وہابی دانشوروں کے اجلاس اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جس میں ان ـــــــ "غداروں کی انگریز دشمنی" ـــــــ کے جھوٹے قصیدے پڑھے جاتے ہیں ـــــــ ان کی ـــــــ "مسلم کش تحریک" ـــــــ کو ـــــــ "احیاء دین وملت" ـــــــ کی تحریک ثابت کرنے کے لئے جلسے اور سیمینار سجائے جاتے ہیں ـــــــ اس طرح وہابیہ کے منعقد کردہ جلسوں میں ـــــــ "غدارانِ ملک وملت" ـــــــ کی "وطن دوستی" ـــــــ کے پر فریب ترانے گائے جاتے ہیں جن کو سنکر بیوقوف لوگ جھوم جھوم جاتے ہیں ـــــــ معلوم نہیں

"یہ کس خوشی میں مناتے ہیں جشن اہل چمن
کلی کا خون ہوا ہے کلی ہنسی تو نہیں"

دن دھاڑے یہ اندھیر دیکھ کر تاریخ دوراں حیران ہے اور مؤرخِ وقت پریشان!

وہابیہ نے جس دلیری سے حقائق کو پامال کیا ہے اور واقعات کو دھندلا دیا ہے اسے دیکھ کر

"ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

بہر حال اس کتاب میں جو حقائق و شواہد پیش کیے گئے ان کی روشنی میں آنے والے وقت کے کسی جرأت مند مؤرخ سے التجا ہے۔

تمام لفظ بھی اپنا حساب مانگتے ہیں
مٹا کے حرفِ غلط شہر کی دعا لیجئے

مولانا فضل حق خیرآبادی

سراپا فضل ——— سراپا حق ——— سراپا خیر

آپ کی ولادت ۱۷۹۷ء میں خیرآباد میں ہوئی۔ والد بزرگوار حضرت مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ تھے اپنے زمانے کے نابغہ روزگار اور دہلی کے صدر الصدور تھے آپ نے بڑے ناز و نعم میں پرورش پائی۔ حافظہ غضب کا پایا تھا چنانچہ چار ماہ کی قلیل مدت میں سارا کلام پاک حفظ کر لیا۔ ابھی عمر صرف تیرہ سال کی ہوئی تھی کہ تمام مروجہ علوم میں کمال حاصل کر کے مسند درس و تدریس پر بھی فائز ہو گئے اس چھوٹی سی عمر میں سارے برصغیر بلکہ ایران وغیرہ آس پاس کے ممالک میں بھی ان کی ذہانت و فطانت کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ سرسید احمد خاں لکھتے ہیں:-

> "بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانۂ فن سمجھتے تھے
> جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعوائے کمال
> کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے"

(از مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص ۱۴۸)

علوم کی اس چکا چوند کے باوجود علامہ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ مولانا عبد اللہ بلگرامی لکھتے ہیں:-

> "اللہ کے دیے ہوئے ہاتھی اونٹ، عمدہ قسم کے گھوڑے

امر ونواہی میں اطاعت خداوندی سے نہ رو کتے تھے ـــــ
آپ ان میں سے تھے کہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے
ذکر میں حارج نہ ہو سکتی تھی ـــــ ہر ہفتہ آپ قرآن
پاک ختم فرماتے، تہجد کی نماز کی پابندی کرتے ـــــ
جو نوافل پر اس درجہ مستعد ہو اس کے فرائض کا حال خود سمجھ
میں آتا ہے۔"

(امیر الروایات)

اسی دور میں جبکہ آپ علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی بلندیوں پر فائز تھے انگریزوں کی سازش سے مسلمانوں کا انحطاط شروع ہو چکا تھا شاتم رسول مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ـــــ تقویت الایمان ص ۳۶ ـــــ میں بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ مارا :۔

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم
"کن" ـــــ سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی،
جن، فرشتہ، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا
کر ڈالے"

یہ گستاخانہ کلام پڑھ کر علامہ تڑپ اٹھے ـــــ اس بے ادبی پر محروم ازلی اسمٰعیل دہلوی کی سخت گرفت کی اور فرمایا :۔

"ایں کلام ناتمام، کاذب و دروغ و گزاف بے فروغ است"

(تحقیق الفتویٰ ص: ۵۹)

نیز مولوی اسمٰعیل کی خرافات کے جواب میں ایک مدلل کتاب۔ "امتناع النظیر" لکھی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ ـــــ "اوصاف کاملہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کا نظیر بالذات ناممکن ہے۔" یہ محققانہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے اور آج تک لاجواب ہے۔

تقویت الایمان میں جہاں ــــــ مسئلہ شفاعت ــــــ کے متعلق بیہودہ گوئی کی گئی ہے علامہ موصوف نے اس کے خلاف بھی باقاعدہ ایک کتاب ــــــ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ ــــــ لکھی جس میں گستاخ رسول اسمٰعیل دہلوی کے متعلق فتویٰ دیا :۔

"اس بے فائدہ کلام کا قائل ازروئے شریعت "کافر" و
"بے دین" ہے، ہرگز مومن و مسلمان نہیں ہے۔ اسکا
شرعی حکم ــــــ "قتل" ــــــ اور ــــــ "تکفیر" ــــــ ہے"

گویا گستاخ رسول سے کسی قسم کی رعایت برتنا علامہ موصوف جانتے ہی نہ تھے پھر بھلا وہابیہ ان پر کیچڑ کیوں نہ اچھالیں علامہ کی حق شناسی اور حقیقت پسندی کا تو یہ ادنیٰ سا کرشمہ تھا کہ اردو کے عظیم شاعر حکیم مومن خاں مومن دہلوی جو بے ادبی و گستاخی کی اس طغیانی میں مولوی اسمٰعیل کی ہمنوائی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے تھے اور اپنے شفیق دوست علامہ فضل حق خیر آبادی کی دلآزاری کا باعث بنے تھے۔ آخر اپنے فعل پر نادم ہو کر علامہ کی حقانیت کے قائل ہو گئے۔ یار کو منانے کے لئے اپنے اندرونی جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے یہ دلدوز غزل لکھکر علامہ کے دربار عالیوقار میں پیش کی۔ غزل کیا ہے شاعر نازک خیال نے اپنا کلیجہ کاغذ پر نکال کر علامہ کے سامنے رکھ دیا ہے ؎

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
منہ سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجئے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاہد شہادتوں پہ سزا مدعی سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دیں
مومن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ایک مومن ہی کے دل پر علامہ کی محبت کا اتنا گہرا اثر نہ تھا بلکہ سارا شہر دہلی ہی مولانا کی محبت میں سرشار تھا۔ بہادر شاہ ظفر، علامہ موصوف کے مشوروں سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ جنگ آزادی کے سپہ سالار جنرل بخت خاں، جنگی مہمات کے سلسلے میں مشورے کے لئے علامہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا سب سے پہلا فتویٰ علامہ ہی نے تو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور پھر خود ہی جامع مسجد دہلی میں ہزارہا لوگوں کے سامنے خود پڑھ کر سنایا تھا اور اسی کے ساتھ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس وقت انگریزوں کے خلاف علامہ نے ایسی جوشیلی تقریر کی تھی کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی —— ہزاروں کی تعداد میں لوگ لشکر مجاہدین میں بھرتی ہونے لگے مزید یہ کہ علامہ نے انگریز کے خلاف اس فتویٰ کو علماء کے دستخطوں سے مزین فرما کر شائع کرایا پورے ملک میں تقسیم کرا کے تحریک انقلاب کو آگے بڑھایا چنانچہ اس فتوے کی اشاعت کا اثر پورے ہندوستان پر پڑا سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ہنگامہ برپا ہو گیا تاریخ کے ریکارڈ پر یہ سب حقائق موجود ہیں مگر آج کے نام نہاد وہابی چاند پر خاک ڈالتے رہتے ہیں۔

بہر حال وہابیوں اور ان کے ہمدردین کی غداری سے آخر کار جب جنگ آزادی ناکام ہونے لگی اور سقوط دہلی کا سانحہ پیش آیا تو علامہ چھپنے، دبکنے، فرار ہونے یا معافی مانگ کر گلو خلاصی حاصل کرنے بجائے —— ان مایوس کن

حالات میں بھی مجاہدین کی ہمت بڑھاتے رہے ——— جی ہاں :-

"میں (تھک کر) بیٹھ جانے والوں کو مسلسل ہمت دلاتا رہا"

(قصیدہ ہمزیہ۔ انڈیمان)

جب اس سے کام نہ چلا تو علامہ بجلی کی طرح کوندتے ہوئے اودھ جا پہنچے اور وہاں مجاہدین کو لیکر جگہ جگہ انگریزوں پر دھاوے بولنے لگے ان کی انقلابی کاروائیوں کے سلسلے میں اودھ کے چیف کمشنر کے سیکریٹری نے ہمیر پور کے کلکٹر کے نام ۸ دسمبر ۱۸۵۸ء کو اپنے سرکاری مراسلہ میں رپورٹ دی :-

"باغی، لسوا میں جو لکھنؤ سے شمال مغرب میں ہے شکست کھاکر فرار ہو گئے۔ ان کی تعداد نو سو سوار جس میں چار سو پوری طرح مسلح ہیں۔ اس جماعت کے لیڈر فیروز شاہ شہزادہ دہلی اور مولوی فضل حق سابق سررشتہ دار کمشنر دہلی جس کے بہت سے اعزہ اعلیٰ مناصب حکومت پر ہیں"

(فریڈم اسٹرگل ان اترا پردیش حصہ دوم ص ۶۳ حصہ پنجم ص ۸۱ لکھنؤ انگریزی)

غرضکہ علامہ کی انقلابی فطرت نے انہیں ذرا چین سے نہ بیٹھنے دیا جگہ جگہ باغیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انگریزوں کو ناک چنے چبواتے رہے مگر وہابی یہی کہتے رہے ہیں کہ انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ نہ لیا حالانکہ غصہ سے بے قابو ہو کر اودھ کے جوڈیشنل کمشنر جاج کیمبل اور میجر بارد قائم مقام کمشنر خیرآباد نے ۴ مارچ ۱۸۵۹ء کو جنگ آزادی کی روح رواں کے خلاف ایک حکم صادر کیا جو علامہ کے حق میں ایک دستاویزی ثبوت ہے تو سنئے :-

"بغاوت شروع ہونے کے وقت وہ الور میں ملازم تھا۔ یہاں سے دیدہ دانستہ دہلی آیا اور اس کے بعد وہ

باغی اور بغاوت کے قدم بقدم چلتا رہا ایسے شخص کو سخت

ترین سزا ملنی چاہیئے اور اسے خاص طور پر ہندوستان

سے خارج کر دینا چاہیئے "

(ماہنامہ تحریک دہلی)

چنانچہ انگریزوں نے اپنے "دشمن جاں" کو کالے پانی بھیج کر چین کا سانس لیا اس کا اعتراف کرتے ہوئے یہی سیکریٹری ۱۱ دسمبر ۱۸۵۸ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے سیکریٹری کے نام اپنے ایک سرکاری مراسلہ میں لکھتا ہے۔

"مندرجہ ذیل لوگوں کے چلے جانے کے بعد حکومت کو

قیام امن میں کافی سہولت ہو رہی ہے ——————

فیروز شاہ۔ لکڑ شاہ اور مولوی فضل حق جو ہماری حکومت

کا دشمن جان ہے "

(فریڈم اسٹرگل ص۵۰۵)

چنانچہ انگریزوں کے یہ "دشمن جان" —— علامہ فضل حق خیر آبادی جب جزیرہ انڈیمان پہنچے تو انتقاماً ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے —— ٹوکرا دے کر صفائی کے کام پر لگا دیا جبہ و دستار کا کیا ذکر کپڑے تک اتار لئے۔ ایک تہمد اور کملی دے دی گئی پاؤں میں جوتا تک نہ تھا۔ ان دگرگوں حالات میں بھی ان کی بے چین طبیعت اور کچھ کر گزرنے کی فطرت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کچھ اور نہیں تو اس نے خدمت لوح و قلم ہی لے لی چنانچہ انہوں نے یہاں کئی کتابیں لکھیں جن میں —— رسالہ الثورۃ الہند —— اور —— قصائد فتنۃ الہند —— جنگ آزادی پر یہ کتابیں تاریخی اہمیت کی حامل اور عربی ادبیت کا شاہکار ہیں۔

ادھر علامہ کے صاحبزادے نے رہائی کے لئے انگلستان تک مقدمہ لڑا آخر رہائی کا پروانہ حاصل کرلیا لیکن قدرت کو اپنے غیور مجاہد کی لاج رکھنا تھی کالے پانی کی صعوبتیں سہتے سہتے شمع آزادی کے پروانے کو لوپونے دو سال ہو چکے تھے آپ کے صاحبزادے جب آزادی کا پروانہ لے کر جزیرۂ انڈیمان کے ساحل پر اترے تو انہیں سامنے سے ایک جنازہ آتا ہوا نظر آیا جس کے ساتھ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آزادی کے اسی بطل جلیل کا جنازہ ہے جسے دنیا علامہ فضل حق خیر آبادی کے نام سے یاد کرتی ہے بقول غالب۔ اب انہیں قید فرنگ اور قید حیات دونوں سے نجات مل چکی تھی۔

مختصر یہ کہ علامہ کا بچپن، جوانی اور کہولت کے بیشتر دن دہلی ہی میں گذرے تھے۔ انگریز کے روز بروز بڑھتے ہوئے اقتدار کو علامہ بچشم خود دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ عمائدین مملکت کو آپ نے بارہا خواب غفلت سے جھنجھوڑا۔ والیان ریاست کو بھی آنے والے طوفان سے خبردار کیا خود بہادر شاہ ظفر کو آپ نے جو طویل مکتوب لکھا اس سے علامہ کی ملکی حالات پر گہری نظر اور سیاسی بصیرت کا پتہ چلتا ہے جو ایک ریکارڈ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

”جب سے انگریزوں کی عملداری ہوئی ہے معاش کے سارے وسائل مفقود ہیں اور روزگار کے دروازے (ہندوستانیوں پر) بند ہیں سوائے معدودے چند لوگوں کے جنہیں عدالت دیوانی، کلکٹری، فوجداری پرمٹ، تھانہ تحصیل کے عملے میں معمولی سی تنخواہ کی نوکری مل جاتی ہے وہ بھی اب دفتروں کے تبدیل ہونے اور سرکاری کام کا ڈھانچہ بدل جانے کے بعد ایسا نظر آرہا ہے کہ ان لوگوں سے چھن جائے گی۔

سرکار انگریزنے تجارت کے سارے گراپنے قبضے میں رکھے
ہیں اور تمام اجناس مثلاً: کپڑا، سوت، برتن، گھوڑے اور
دوسرے مویشی وغیرہ ملک انگلستان سے لاتے ہیں اور
اسی ملک (ہندوستان) کے ہر ہر شہر اور گاؤں میں فروخت
کرکے خود نفع کماتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو نفع
اندرونی کا کوئی موقع نہیں دیتے اس لئے ہمارے تاجر اپنے
پیشوں سے دست بردار ہو گئے ہیں اور معافی داروں کا یہ
حال ہے کہ بغیر کسی تحقیقات کے ہر ضلع میں معافیاں ضبط
کرلی گئی ہیں اور معافی داروں کے لئے کوئی وجہ معاش نہیں
چھوڑی ہے۔

اور کسانوں کا یہ حال ہے کہ ان پر اتنے محاصل واجب کر
دیئے گئے ہیں کہ ان میں ادا کرنے کی سکت نہیں ان کی بے
مقدوری خود کلکٹر کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتی ہے۔

پس جب کسی کے لئے اس ملک میں روزگار باقی نہ رہا ہو
تو اب اہل حرفہ کس کے لئے کام کریں جوان کا پیٹ بھرنے
اور جب سارے ہی لوگ تنگیٔ معاش میں مبتلا ہوں تو
بھیک منگے کو کون خیرات دے یہ مختصر سی کیفیت رعایا
کے ہندوستان کی معاشی تنگی کی ہے (ان حالات میں)
تمام عالم میں روزگار عنقا کی طرح پابند ہو گیا سینکڑوں
بیوائیں اور محتاج اپنی روزی کا دارومدار چرخہ کاتنے،
رسیاں بٹنے یا چکی پیسنے پر موقوف کئے ہوئے تھے،

اب ریشم کی تجارت سرکار نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے اور ہاتھ کی چکیوں کی جگہ پن چکیاں لگ گئی ہیں تو یہ ذریعہ معاش بھی جاتا رہا۔

ان ساری دشواریوں کے باوجود سر چارلس مٹکاف کا حکم ہوا کہ ہم غریب (ہندوستانی) "زرچوکیداری" ادا کریں جو کبھی سلاطین کے زمانہ میں یہ رسم نہیں ہوئی مگر "حکم حاکم مرگ مفاجات" سمجھ کر اسے بھی قبول کیا اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا نیا حکم آیا ہے کہ جس میں انہوں نے ہر گلی کوچے میں پھاٹک تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جس کا فائدہ نہ پہلے کچھ تھا نہ آئندہ ہو سکتا ہے ہم غریبوں نے فاقہ کشی کی مصیبت جھیل کر سامان گروی رکھ کر یا بیچ کھوچ کر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا اور اس حکم کی تعمیل بھی کر دی، اب نو تعمیر پھاٹکوں کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات یا چوکیدار کے تساہل سے ہم لوگوں کو آئے دن تکلیف کا سامنا ہے مگر اسے بھی جھیل لیا۔ اس خیر کے علاوہ اب صاحب مجسٹریٹ نے ہر محلہ میں پانچ پنچوں کے مقرر کرنے کا حکم دیا ہے"

(نثار احمد فاروقی و مولانا فضل حق خیر آبادی کا ایک غیر مطبوعہ خط سہ ماہی رسالہ نوائے ادب بمبئی صفحہ ۴۷، ۴۸ بحوالہ "باغی ہندوستان صفحہ ۱۶۰-۱۳۰)

مختصر یہ کہ انگریز نے مسلمانوں کی جان مال، عزت و آبرو اور دین و ایمان سب کچھ چھین لینے کی کوشش کی:۔

(۱) انگریز نے مسلمان بچوں کو اپنا دین اور اپنی زبان سکھانے کے لئے جگہ جگہ

انگریزی اسکول کھولے اور مسلمانوں کے دینی مدرسوں کو یکسر ختم کرنیکی کوشش کی۔

(۲) ملک کی تمام پیداوار خرید کر غلے کی قیمت اور سپلائی پر اجارہ داری قائم کرلی تاکہ ساری خلق خدا ان کی محتاج رہے۔

(۳) مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنے اور پردہ نشین خواتین کا پردہ ختم کرانے کی بھی کوشش کی گئی۔

(الثورۃ الہندیہ، باغی ہندوستان ص ۳۵۶،۳۶۰)

صرف یہی نہیں بلکہ :۔

زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں ڈلوانا ــــــ سکھ رجمنٹ سے علی روس الاشہاد اغلام کرانا ــــــ فتح پور مسجد سے قلعے کے دروازے تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو لٹکانا، مسجدوں کی بے حرمتی خصوصاً شاہجہانی مسجد دہلی کے ممبروں میں گھوڑوں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرانا اور حوض میں وضو کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا ناقابل معافی اور غیر ممکن التلافی جرم ہے“

(تفصیل کے لئے دیکھئے: ”انقلاب ۱۸۵۷ء کا دوسرا رخ“ مرتبہ شیخ حسام الدین بی۔اے امرتسری سابق صدر مجلس احرار اسلام ہند ــــــ باغی ہندوستان ص ۱۴۴)

اس طرح انگریز نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا جس نے ذرا سر اٹھایا اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا آیا ــــــ ہزاروں ہزار کو بے قصور ہی سولی پر چڑھایا ــــــ بہت سے مسلمانوں کو زندہ ہی سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کھولتے ہوئے کڑھاؤں میں تلوایا ــــــ جامع مسجد فتح پور سے لے کر قلعہ کے دروازہ تک تمام درختوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو عبرت کے لئے لٹکایا ــــــ مساجد کو گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کر کے وضو کے حوض میں لید

اور گوبر بھر وایا غرضکہ گلی کوچوں اور بازار کی نالیوں میں گندے پانی کی جگہ مسلمانوں کا خون ناحق بہایا ایک طرف تو انگریز یہ سب کچھ کر رہا تھا اور ـــــــ دوسری طرف چشم فلک نے بے حسی اور ناعاقبت اندیشی کا یہ منظر بھی دیکھا تھا کہ ـــــــ کلکتہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی بڑے خشوع وخضوع سے وعظ فرما رہے تھے ـــــــ "انگریز پر جہاد کسی طرح واجب نہیں بلکہ انگریز پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"

اور سید احمد بریلوی مسلمانوں کو دلنشین انداز میں بڑے پیار سے سمجھا رہے تھے۔

"ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ فریقین کا خون گرادیں"

چنانچہ اپنی انہی خدمات جلیلہ کے صلہ میں یہ مقدس حضرات سئور کھانیوالی انگریز قوم کی حلال وطیب دعوتیں اڑا رہے تھے حرام خورا انگریز سے جھولیاں بھر بھر کے نذرانے وصول فرما رہے تھے۔

جی ہاں! ـــــــ سید احمد بریلوی کے قدیم مداحین کی کتب "مخزن احمدی" اور "سوانح احمدی"، سبھی گواہ ہیں کہ انگریز بہادر اپنے ایجنٹ سید احمد اور غدار قوم اسمٰعیل دہلوی پر اشرفیوں کی بارش کیا کرتے تھے اپنے ان ـــــــ وفاداروں کے اعزاز میں دعوتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے اس کے عوض غداران قوم انگریزوں کا دم بھرتے تھے انگریزوں کا کلمہ پڑھتے تھے چنانچہ تبلیغ اسلام کا ذرا یہ بھونڈا مظاہرہ بھی ملاحظہ فرمایئے خود انگریزوں کے درمیان اسمٰعیل دہلوی جہاد کا وعظ فرماتے تھے اور انگریز بہادر اپنی میموں کو پیر ومرشد سید احمد کا مرید کراتے تھے اور پھر ان حضرات کو حق غداری کے طور پر گرانقدر نذرانے پیش کئے جاتے تھے جنہیں یہ

حضرات خون مسلم کے معاوضہ کے طور پر بخوشی قبول کرتے جاتے تھے اور انگریزی سامراج کی حیات دائمی کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے بلکہ دوسرے غداروں کے ساتھ خود انگریزی راج پر قربان ہوئے جاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شروع سے لیکر آج تک ملت اسلامیہ میں ابو عبداللہ میر جعفر اور میر صادق سبھی قسم کے غدار گذرے ہیں مگر جس نوعیت سے سید احمد ناہنجار اور اسمٰعیل دہلوی نابکار نے مسلمانوں سے غداری کی ہے تاریخ اسلام میں ایسی کوئی دلیل شامل نہیں ملتی۔

غرضکہ حریت آزادی کے بطلِ جلیل علامہ فضلِ حق خیرآبادی کی ذات گرامی اپنے عہد پر چھائی ہوئی تھی۔ ان کی تمام زندگی انگریز کے خلاف جہاد میں اور باقی اس جرم کی سزا پانے میں گذری وہ شہید تحریک آزادی تھے اور صحیح معنوں میں جنگِ آزادی کے "ہیرو" تھے لیکن انگریز کے پٹھوؤں نے ان کی صاف شفاف شخصیت کو اس قدر گدلایا ——— وہابیہ نے ان کے چاند سے کردار کو اس درجہ گہنایا اور نام نہاد مؤرخوں نے جان بوجھ کر قوم کے دل سے ان کی زریں خدمات کو اس طرح فراموش کرایا کہ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ آج عام طور پر تمام تاریخوں، تذکروں اور درسی کتابوں میں قوم کے انہی غداروں اور انگریز کے ایجنٹوں یعنی سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ——— ہی کو جنگِ آزادی کا "ہیرو"، قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ تحریک آزادی سے قریب تر لکھی جانے والی کسی بھی کتاب میں بلکہ اس دور کے انکے اپنے مؤرخ کی لکھی ہوئی کسی کتاب میں بھی ان غداروں کی ——— "انگریز دشمنی"، ——— کے حق میں کوئی شہادت کوئی روایت موجود نہیں جبکہ فضل حق خیرآبادی کے حق میں کیا اپنے کیا پرائے سبھی کلمۂ خیر لکھ رہے ہیں انتہا یہ ہے کہ خود ان کا دشمنِ جاں انگریز بھی اپنی مخصوص

زبان میں انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

جی ہاں! علامہ کی وفات کے صرف ۹ سال بعد مشہور انگریز مصنف ہنٹر مدرسۂ عالیہ کلکتہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اسی کے صدر مدرس عبدالحق خیر آبادی کے والد فضل حق خیر آبادی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"موجودہ ہیڈ مولوی اس عالم دین کے صاحبزادے ہیں جن کو ۱۸۵۷ء کے غدر نے نمایاں کر دیا تھا اور جنہوں نے اپنے جرموں کا خمیازہ اس طرح بھگتا کہ بحر ہند کے ایک جزیرے میں تمام عمر کے لئے جلا وطن کر دیئے جائیں اس "غدار" عالم دین کا کتب خانہ جس کو حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ اب کلکتہ کے کالج میں موجود ہے"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۲۹۴ مترجمہ ڈاکٹر صادق حسین طبع دوم ۱۹۵۵ لاہور)

بھلا اس سے بڑا علامہ کے لئے تمغۂ اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ انگریز اپنے قلم سے انہیں "غدار" لکھ رہا ہے اور عمر قید کا سزاوار ٹھہرا رہا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ علامہ جنگ آزادی کے روح رواں تھے ہوشمند مدبر اور بالغ نظر مبصر کی حیثیت سے ہندوستانی سیاست و معیشت پر ان کی گہری نظر تھی حساس دل لے کر آئے تھے اور خدا کی دی ہوئی بصیرت سے آنے والے طوفان کا اندازہ لگا چکے تھے اسی لئے عمائدین مملکت کو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اٹھاتے رہے تھے۔

خود اپنے عربی رسالہ غدریہ میں جو واقعات غدر پر ایک مستند دستاویز ہے، بڑے دکھے دل سے لکھتے ہیں:۔

"تحریک آزادی کے سلسلے میں میری جو رائے تھی اور میری

عقل کا جو فیصلہ تھا میں نے لوگوں کے سامنے رکھا مگر انہوں
نے میری رائے اور میری ہدایت کو نہ مانا"

چنانچہ ناعاقبت اندیش اپنی سزا کو پہنچے ——— علامہ کے سارے اندیشے صحیح ثابت ہوئے۔

علامہ کی وسیع النظری، دور اندیشی حق گوئی اور جرأت مندی کی پورے غلام ہندوستان میں مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ عدالت میں علامہ کی مقدس صورت دیکھی تو انگریزوں کا مخبر اسقدر متاثر ہوا کہ اپنے سابقہ بیان سے مکرنے لگا اور کہنے لگا کہ :۔

مولانا فضل حق یہ نہیں وہ دوسرے تھے جنہوں نے فتویٰ دیا تھا"
لیکن علامہ کی شان استقلال کے قربان جایئے کہ اللہ کے شیر نے گرج کر کہا :۔

"پہلے اس گواہ نے سچ کہا تھا اب عدالت میں میری صورت
دیکھ کر مرعوب ہو گیا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے ———
اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے"

(از سیر علماء)

اس طرح بھری عدالت میں اپنے فتوے جہاد کا صاف لفظوں میں اقرار کر کے ہر قسم کے مصائب کو علامہ نے خود دعوت دی مصلحت کوشی کو بالائے طاق رکھ کر رعایت کا ہر موقع ہاتھ سے نکل جانے دیا غرضکہ حالات سے کسی طرح سمجھوتا نہ کیا مگر آزادی کی لاج بہرحال رکھی اور حریت کی ناموس کا دفاع بہر طور کیا ——— نتیجہ جو ہونا تھا سو ہوا مگر علامہ نے تاحیات قید و بند کی سزا کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

آخر کار وہاں بڑے اذیت ناک مصائب کا شکار ہو کر اپنی جان عزیز کو

جان آفریں کے سپرد کر دیا ـــــــ مگر انگریز کے سامنے سر نہ جھکایا۔

اس طرح اس سرفروش نے سر کٹا کر تاریخ آزادی ہند میں اپنا نام روشن حرفوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شدہ زعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی طرح ان غداران ملک و ملت کے جانشینوں کا لعنتی کردار بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ اسی دوران علمائے دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی کو جنگ آزادی میں شرکت کے شبہ میں پکڑا جاتا ہے اور مظفر نگر کی عدالت میں پیش کر کے پوچھا جاتا ہے: "کیا تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا تھا"

اس پر مولوی گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہمارا کام فساد نہیں، نہ ہم مفسدوں کے ساتھی"

(از تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۸۵۔ از عاشق علی میرٹھی دیوبندی)

یہ تو رہا عدالتی کا حال اب ذرا ان بزرگوں کی نجی محفل کا احوال بھی خود انہی کی زبانی سن لیجیے۔ چنانچہ مولوی گنگوہی فرماتے تھے:۔

"جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہو گا ـــــــ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو جو چاہے سو کرے۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۸۰)

کیا غضب ہے کہ آقایان فرنگ کے انہی غلاموں کو آج حریت و آزادی کے بطل جلیل علامہ فضل حق خیر آبادی پر فوقیت دی جا رہی ہے انگریز کے پیر کی جوتی

کو دہا بیہ اپنے سر کا تاج بنا رہے ہیں ـــــــــــــــــــ اور قوم کے سر تاج کے
سر پر خاک اڑا رہے ہیں۔

جنوں کا نام خرد پڑ گیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

کنزالایمان

ترجمۂ قرآن مجید

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

[illegible]

[illegible]